وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

الأربعين
فی الأعمال السیئة و اصلاحها
(الجزالثانی)

چالیس احادیث
برے اعمال اور ان کی اصلاح
(حصہ دوم)

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

الأربعين

فی الأعمال السیئة و اصلاحها

(الجُزالثانی)

چالیس احادیث

برے اعمال اور ان کی اصلاح

(حصہ دوم)

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

نام کتاب: الأربعین فی الأعمال السیئۃ و اصلاحھا (الجُزء الثانی)
چالیس احادیث: برے اعمال اور ان کی اصلاح (حصہ دوم)

ترتیب و تحریر: ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

اہتمام: خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

تعداد: 1100

اشاعتِ اول: اکتوبر 2022 بمطابق ربیع الاول شریف 1444ھ

اشاعتِ دوم: دسمبر 2023 بمطابق جمادی الثانی 1445ھ

اللہ کے فضل و کرم سے، انسانی طاقت وبساط کے مطابق کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح، طباعت اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاءاللہ مستقبل میں مزید احتیاط کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہماری سعی قبول فرمائے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

بلغ العُلیٰ بکمالِه

کشفَ الدُجی بِجمالِه

حَسُنَتْ جمیعُ خِصالِه

صلُّوا علیهِ وآلِه

بفیضانِ نظر

مجدد العصر، دلیل السبل، خزینۃ الاسرار، وارث النبی المختار وسیلۃ الطالبین، نقیب المحبوبین، محبوب السالکین، امام المتقین و صفوۃ العابدین، جلیس الرحمٰن، امام خراسان

حضرت اخوندزادہ پیر **سیف الرحمٰن** مبارک نور اللہ مرقدہ

بنظرِ کرم

غوث الزمان، محبوب امام خراسان، تاج الاولیاء، امام الاتقیاء زینۃ الاصفیاء طبیب ارواحنا و قلوبنا، سیدی و سندی، مرشدی و مولائی، وسیلتنا الی اللہ، شیخ المشائخ شیخ الطریقہ

حضرت **میاں محمد السیفی** الحنفی اطال اللہ حیاتہ

فہرست

تاثرات

استاذالکل رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی

صدر مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفرازالعلوم، ترنول، اسلام آباد

بانی و مہتمم دارالعلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ڈاکٹر محمد سرفراز صاحب محمدی سیفی مدظلہ کو اللہ تعالیٰ نے متعدد خوبیوں سے نوازا ہے۔ دینی علم کا وافر حصہ اللہ نے انہیں عطا کیا ہے۔ ایک مدّبر عالم جہاندیدہ بہترین منتظم جن کی نگاہ ہر وقت اپنے عملے کی تمام کیفیتوں سے باخبر عبارت ہیں۔ ہر پہلو پر آپ کی نظر جہاں آپ نے عقائد پر قلم اٹھائی ایک ایک عقیدے پر اپنے متوسلین کو اس کے اپنانے اور عمل کرنے کے معاملے میں ان کا مرید عمل پیرا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

اختصار کے طور پر یہ عنوان بھی آپ نے اپنایا کہ کون کون سی بداعمالیاں قوم کی اخلاقیات کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں۔ مثلاً اسراف، مکر و فریب، بد نظری، رحمتِ الٰہی مایوسی وغیرہ اور ان سے بچنے کی راہیں بیان کیں۔ سوءادب سے قوم کو بچانے درس اور ادب کرنا بزرگوں کا، والدین کا، شیوخ کا، اساتذہ کا، مسجد کا، قرآن مجید کا حتی کہ نبی پاک ﷺ کا ادب کرنا، ان کے احکامات کا ادب کرنا۔

آپ ہی سے منقولہ بایں الفاظ کہ

"أَدَّبَنِی رَبِی فَأَحۡسَنَ تَأۡدِیۡبِی عَلَّمَنِی رَبِی فَأَحۡسَنَ تَعۡلِیۡمِی"[1]

مزید بقول رومی کے

[1] الجامع الصغیر، السیوطی

ادب تنہا نہ خود را داشت بد		بلکہ آتش در ہمہ آفاق زَد [1]

حتی کہ جہاں آپ نے ان کے اثرات و وجوہات کو بیان کیا وہاں ساتھ ہی اس کا علاج بھی آپ نے بیان کیا، غرضیکہ ایک درجن سے زائد افعالِ ممنوعہ ، مکروہہ ، مذمومہ سے بچنے کی تعلیم دی۔ جو ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ تو گویا آپ نے امت مسلمہ کی تعلیم کے طور پر جو ضروری وہ "تقریباً" تمام تر کو بیان کر کے نسل نو کو راہ صفا پر چلنے کا مواد دے کر احسان عظیم کیا۔

ان ممنوعات، مکروہات اور مذمومات سے اصلاح پانے اور حصولِ تزکیہ و تصفیہ کے لیے صبح شام ، دن رات، خانقاہ اور آستانہ عالیہ پر ذاکرین کا غلغلہ، سالانہ تمام مقتدر شخصیات کے یوم ، ہفتہ وار محافلِ ذکر ، ضیافت و سخاوتِ ، اہل بیت سے عقیدت مندانہ تذکرے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ایام کا اہتمام وغیرہ، غرضیکہ آپ کے پاس اہل علم و دانش کا ہر لحظہ ہجوم رہتا ہے۔ آپ سے عقیدت رکھنے والے اور تربیت یافتہ بھی صوفیاء و صلحاء و علماء کے انتہائی قدر دان ہیں۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اس مضمون پر چالیس احادیث کا عظیم ذخیرہ کتب متداولہ سے نکال کر ایک امتی کیلئے اس منزل اور قوام کو پانے میں بڑی راہنمائی کی ہے۔ آپ کے مرشدِ گرامی غوث زماں ، طبیب روحاں ، امام الاتقیاء والاصفیاء ، شیخ المشائخ حضرت میاں محمدی سیفی اطال اللہ حیاتہ ، نے گویا اتنی عظیم المنزلت تصوف کی کمائی آپ کے حوالے کی ہے۔ اس کی قدر دانی کے طور پر تمام متبعین، معتقدین، مریدین اور صاحب نسبت بالخصوص اور عامۃ المسلمین بالعموم فائدہ اٹھائیں اس راستے پر چلیں عقبیٰ سنواریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس راہ پر چلنے کی توفیق انیق دے۔

---

[1] مثنوی معنوی، مولانا جلال الدین رومی

آپ کا درس تصوف اور محافل قرونِ اولیٰ کے مشائخ کی یاد دلاتے ہے۔ ان اوصاف کے حامل قبلہ ڈاکٹر صاحب، اس درجے کی بلند و بالا شخصیت کی حضور ﷺ کے فرامین سے اخذ کردہ یہ لازوال تصانیف قابل مطالعہ اور قابل عمل ہے۔ عامۃ الناس، راہِ تصوف و سلوک کے راہیوں کیلئے بہترین کتب اور بالائی سطح کے لوگوں کیلئے بھی انتہائی موزوں ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عمرِ طویل عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو آپ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اللہ آپ کی ان تصنیفات کے ذریعے امت مسلمہ کو رزائل سے بچائے اور فضائل سے نوازے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

یکے از طالبان طریقت

(مفتی) محمد سلیمان رضوی غفرلہ

دارالعلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

4اکتوبر2022ء بمطابق 7ربیع الاوّل1444ھ

میزانِ حروف: علامہ ملک محبوب الرسول قادری مدظلہ

مدیر اعلیٰ انوار رضا جوہر آباد، مدیر سوئے حجاز لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زیرِ نظر کتاب الأربعین فی الأعمال السیئۃ واصلاحھا، چالیس احادیث: برے اعمال اور ان کا علاج، ایک روحانی پیشوا اور ماہر امراض جسمانی کی تحقیق و جستجو کا ثمر ہے۔

زندگی میں بڑا ضروری ہے یہ سمجھنا کہ کیا ضروری ہے

ارشادات نبوی کے خوش رنگ اور مہکتے پھولوں کی خوشبو نے سارے عالم کو معطر اور معنبر کر دیا ہے مگر اس خوشبو خوشبو فضا سے خوش نصیب ہی کما حقہ فیض یاب ہو سکے۔ ہمارا المیہ ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ہم ضروری اور غیر ضروری امور کو کبھی بھی پوری طرح سمجھ نہیں پائے اور اس کا سبب اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیمات سے دوری اور ناواقفیت ہے۔ خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم کے مؤسس و بانی مسند نشین ڈاکٹر کرنل (ر) حافظ محمد سرفراز محمدی سیفی نے اس خلا کو سمجھا، تشخیص کیا اور پھر اس کے تدارک کیلئے اقدامات اٹھائے۔ اپنی اولاد کو علوم جدیدہ کے ساتھ ساتھ ترجیحاً علوم شریعہ کی پابندی کی اتباع کی طرف عملاً راغب و عامل کیا۔ اسی دوران خود قرآن کریم کے حافظ ہوئے اور اپنے اوقات کو صحبت کلام نبوی ﷺ سے مفید اور قیمتی بنایا۔ اس مستقل سلسلہ کا اجراء کیا جس میں اربعین کی ترتیب و تدوین متعینہ و مقررہ موضوعات کی قید سے عوام و خواص کی رہبری کا سامان ہو۔ اب کی بار انہوں نے الأربعین فی الأعمال السیئۃ اصلاحھا، یعنی کہ چالیس احادیث - برے اعمال اور ان کی اصلاح، مرتب کرنے کا شرف و اعزاز حاصل کیا۔

معاشرتی برائیاں کے خاتمہ کیلئے ہماری اخلاقی و ملی، دینی و شرعی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کتاب میں پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب خود ایک حکیم و دانا انسان ہیں۔ وہ حکمت کے تقاضے

خوب خود جانتے ہیں۔اور حکمت کے ساتھ ہی ابلاغ دین اور اصلاح احوال کا فریضہ نبھاتے ہیں۔اس کتاب میں انہوں نے سماجی خرابیوں کا جائزہ لیا اور بارگاہِ رسالت مآب سے راہنمائی لے کر معاشرے کے مسائل کے حل کیلئے جمع وتدوین کا فریضہ ادا کیا۔ یہ ارشادات انفرادی اور اجتماعی دو جہتوں پر برابر راہنمائی کرتے ہیں۔

خوشامد، مداہنت، بد عہدی، سوء ادب، غلو، طول امل اور ان امراض کی جزیات پر فرامین رسالت پناہی مرتب کئے ہیں۔ان کو اصل متن، اردو ترجمہ اور تشریح وتصریح کے ساتھ پیش کیا ہے۔ پھر عام فہم اور سلیس انداز اختیار کیا ہے تاکہ ایک عام اور سطحی قاری بھی پورا پورا استفادہ کر سکے۔ہمارے معاشرے کا موجودہ مسئلہ یہ بھی ہے کہ وہ مطالعہ کا عادی نہیں رہا۔ حالانکہ انفرادی اور اجتماعی مطالعہ کا معمول ہر گھر، ہر دکان، ہر دفتر، ہر مسجد، ہر خانقاہ، ہر مدرسہ اور ہر مرکز میں بلاناغہ قائم وبرقرار رہنا چاہیئے۔

انفرادی مطالعہ سے مراد ہر فرد چوبیس گھنٹے میں ایک گھنٹہ رجوع الی الکتاب سے سرفراز ہونا چاہیئے جبکہ اجتماعہ مطالعہ سے مراد یہ ہے ان پڑھ اور مصروفیت کا شکار تعلیم یافتہ افراد کسی ایک وقت میں مل بیٹھیں اور کوئی ایک صاحب، کتاب سے دیکھ کر ایک باب یا اس کا کچھ حصہ پڑھ کر سنائیں اور باقی حاضرین سماعت کے ذریعے فیض یاب ہوں۔ کرنل صاحب قبلہ نے اربعین کے جو سلسلے شروع کئے ہیں انہیں فروغ دینا چاہیئے انفرادی اور اجتماعی مطالعہ کا ذریعہ بنانا چاہیئے۔اس سلسلہ میں تسلسل واستحکام پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔اربعین کا یوں مطالعہ اصلاح عقائد واعمال کا بہترین ذریعہ تو ہے ہی سہی لیکن اس سے بے پناہ روحانی فوائد وترقیاں نصیب ہوں گی کہ ارشادات نبوی کی سماعت کا اعزاز ملے گا۔یعنی ساڑھے چودہ سو سال بعد وہ مبارک الفاظ ہماری سماعتوں میں آکر انہیں نور بار کر دیں گے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار　　　وہ نہ تھے عالم نہ تھا، گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

اور دوسرے مقام پر امام اہل محبت امام اہلسنت رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو　　جان ہے وہ جہاں کی، جان ہے تو جہاں ہے

لہذا مقصود کائنات اور طبیب قلوب و روحاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات طیبات سے راہنمائی حاصل کرنے کیلئے گرامی قدر ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی مدظلہ کی زیر نظر کتاب "الاربعین فی الاعمال السیئہ واصلاحھا" سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ اس کار خیر پر حضرت ڈاکٹر صاحب ہدیہ تبریک و مبارکباد اور پوری قوم کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ رب کریم امتِ مرحومہ کی طرف سے انہیں دارین میں جزائے خیر سے نوازے آمین۔ وہ اور ہم جب اس جہانِ فانی کو خیر باد کہیں تو یہ توشۂ آخرت اعمال نامے میں ہو۔

لحد میں عشقِ رُخ شہ کا داغ لے کر چلے　　اندھیری رات سُنی تھی، چراغ لے کر چلے

ملک محبوب رسول قادری

مدیر اعلیٰ: سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد

مدیر: ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

چیئرمین: اسلامک میڈیا انٹرنیشنل

7 ربیع الاول 1444ھ بمطابق 3 اکتوبر 2022ء

حرف آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھۡتَدِیَ لَوۡلَآ اَنۡ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا خَاتَمَ الۡاَنۡبِیَاءِ مُحَمَّدَ الۡمُصۡطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم

اَمَّا بَعۡد

اللہ عزوجل کا نہایت ہی عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمارے بھلے کیلئے ہم تک ہدایت کما حقہ پہنچانے کیلئے اپنے برگزیدہ رسول مبعوث فرمائے۔ جن کیلئے ارشاد فرمایا گیا،

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا[1]

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

ان متبرک ہستیوں کی بدولت ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہی نہیں پہنچے بلکہ ان پر نیک نیت اور اخلاص کے ساتھ عمل بھی نصیب ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُزَکِّیۡھِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ[2]

ترجمہ: جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب پاکیزہ فرمادے۔ بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

---

[1] النساء، 04:69

[2] البقرۃ، 02:129

یہ ان ہستیوں کے فرائض منصبی تھے جسے یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہماری "تعلیم و تربیت" کیلئے انہیں مبعوث کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

> وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا[1]
>
> ترجمہ: بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔

مزید ارشاد فرمایا،

> إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ[2]
>
> ترجمہ: بے شک مجھے مکارم اخلاق کیلئے بھیجا گیا ہے۔

یہ دونوں فرامین "تعلیم و تربیت" کو ظاہر کرتے ہیں۔

آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے انسان قعر مذلت میں گرا ہوا تھا، نہ پیدا کرنے والے کا شعور، نہ رشتوں ناطوں کا تقدس، غرضیکہ جانوروں سے بھی بدتر زندگی کا طریق تھا۔ باپ کے مرنے پر ماں کو نیلام کرنا، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا ان کا طریق تھا، جوان ہوتے ہی بیٹے کو اپنا باپ پہلا دشمن محسوس ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو، وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[3] (ترجمہ: اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں) کی شان سے متصف فرما کر ہم پر احسان عظیم کرتے ہوئے، ہمیں

لہٰذا رحمت، وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ[4]،

---

[1] سنن ابن ماجه، أبواب كتاب السنة، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، رقم الحديث: 229

[2] السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشهادات، بَابُ: بَيَانُ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَمَعَالِيهَا، رقم الحديث: 20819

[3] القلم، 68: 04

[4] الانبیاء، 21: 107

اپنا فضل و کرم، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللهِ فَضْلًا كَبِيْرًا[1]،

اپنی ہدایت، هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ[2]،

اپنا نور، قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ وَكِتَابٌ مُبِيْنٌ[3]، عطا فرمایا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی نسبت میں آکر آپ ﷺ کی سنگت اور صحبت کو اختیار کرنے والے لوگوں کو ایسی زندگی عطا ہوئی جن پر انسانیت فخر کرتی تھی۔ نیلام ہونے والی ماں کے پاؤں کے نیچے جنت کی عظمت عطا ہوئی، بھائی کو بازو اور باپ کو سائبان کا درجہ ملا، والدین کو محبت سے دیکھنا عبادت بنا۔ مواخات مدینہ میں نبی کریم ﷺ کے حکم سے غیر بھی سگے بھائیوں سے زیادہ عزیز بنے۔ یہ زندگی ان کی باطنی طہارت اور من کی زندگی تھی۔ ارشاد ربانی ہے،

> يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ[4]
>
> ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

یعنی فرمایا گیا کہ، جب اللہ اور رسول ﷺ بلائیں تو حاضر ہو، تمہیں حیات عطا کی جائے گی۔ سوچنے کی بات ہے، یہ کون سی حیات ہے جو پہلے سے زندہ کو عطا کی جائے گی؟

یہ حیاتِ طیبہ، پاک صاف زندگی، حیات قلبی والی زندگی ہے، جو صرف اور صرف وَلَا يَنَامُ قَلْبِي[1] کی شان والی ذات مقدس ﷺ سے نسبت اور حقیقی محبت والوں کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ جس نے ان کو ایسے اخلاق سے مزین کر دیا کہ انسانیت فخر میں آگئی۔ انسان کیلئے اشرف ہونے کا پتہ پوری کائنات کو چلا۔

---

[1] الاحزاب، 33:47

[2] التوبة، 09:33

[3] المائدہ، 05:15

[4] الانفال، 08:24

آج کا ترقی یافتہ دور جو انسانی حقوق، تہذیب و تمدن کا علمبردار مانا جاتا ہے۔ اس روشن دور جو رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ کے سامنے تھا انتہائی شرمندہ تعبیر ہے۔ آج پھر اخلاقی پستی عروج پر ہے۔ رشتوں ناطوں کا تقدس دگرگوں ہے۔ حقوق و فرائض کا خیال ختم ہو چکا ہے۔ آج ہمیں بہت ضرورت ہے "سِرَاجًا مُّنِيْرًا"[2] ﷺ کی اُس خیرات کی جس کی بدولت وہ انقلاب برپا ہوا۔
اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[3] (ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو) کی تکمیل حاصل کرنے کیلئے فقیر نے رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے اکتساب فیض کیلئے اربعینات کے سلسلے میں انسانی اعمال کی برائیوں اور ان کے تدارک کیلئے سعی کی ہے۔ اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے رسول اللہ ﷺ کے طفیل اپنے پیاروں کی نسبت کے صدقے ہمیں ان برائیوں سے محفوظ فرما کر دنیا اور آخرت میں کامیاب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

الفقیر

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی عفی عنہ

---

[1] صحیح بخاری، أبواب التهجد، باب قيام النبی ﷺ بالليل في رمضان وغيره، رقم الحديث: 1147، سنن ابی داؤد، كِتَاب الطَّهَارَةِ، باب الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ، رقم الحديث: 202

[2] الاحزاب، 33: 46

[3] الحشر، 59: 07

چالیس احادیث

لہو ولعب

1. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ الْجَنَّةَ، صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَالْمُمِدَّ بِهِ، وَقَالَ: ارْمُوا وَارْكَبُوا، وَلَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، كُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتَهُ أَهْلَهُ، فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ[1]

ترجمہ: عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن ابی الحسین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا: تیر بنانے والے کو جو بناتے وقت ثواب کی نیت رکھتا ہو، تیر انداز کو اور تیر دینے والے کو"، آپ نے فرمایا" : تیر اندازی کرو اور سواری سیکھو، تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک تمہارے سواری کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، ہر وہ چیز جس سے مسلمان کھیلتا ہے باطل ہے سوائے کمان سے اس کا تیر اندازی کرنا، گھوڑے کو تربیت دینا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، یہ تینوں چیزیں اس کے لیے درست ہیں۔

2. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنھما، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ[2]

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو آپس میں لڑایا جائے۔

[1] سنن ترمذی، کتاب فضائل الجہاد عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللهِ، رقم الحدیث: 1637

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ، رقم الحدیث: 2562

3. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً، فَقَالَ: شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً[1]

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ کبوتری کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا" شیطان' شیطانہ کے پیچھے لگا ہوا ہے

4. عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ[2]

ترجمہ: سلیمان کے والد حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے چوسر کھیلی تو گویا اس نے اپنے ہاتھ کو خنزیر کے خون اور گوشت سے رنگ لیا۔"

5. عَنْ جَابِرٍ رضى الله عنه، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِأَعْرَابِيٍّ جَاءَهُ فَقَالَ: إِنِّي حَلَمْتُ أَنَّ رَأْسِي قُطِعَ فَأَنَا أَتَّبِعُهُ، فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: لَا تُخْبِرْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي الْمَنَامِ[3]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ ایک اعرابی (بدوی) نے، جو آپ کے پاس آیا تھا، آپ سے عرض کی: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کٹ گیا ہے اور میں اس کے پیچھے بھاگ رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: "نیند کے عالم میں اپنے ساتھ شیطان کے کھیلنے کے بارے میں کسی کو مت بتاؤ۔"

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فِي اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ، رقم الحديث: 4940

[2] صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب تَحْرِيمِ اللَّعِبِ بِالنَّرْدَشِيرِ، رقم الحديث: 5896

[3] صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، باب لَا يُخْبِرُ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي الْمَنَامِ، رقم الحديث: 5925

6. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَوْ خَيْبَرَ، وَفِي سَهْوَتِهَا سِتْرٌ، فَهَبَّتْ رِيحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ، فَقَالَ: مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ. قَالَتْ: بَنَاتِي وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ، فَقَالَ: مَا هَذَا الَّذِي أَرَى وَسْطَهُنَّ، قَالَتْ: فَرَسٌ قَالَ: وَمَا هَذَا الَّذِي عَلَيْهِ قَالَتْ: جَنَاحَانِ، قَالَ: فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ، قَالَتْ: أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ قَالَتْ: فَضَحِكَ، حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ[1]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک یا خیبر سے واپس تشریف لائے تو میرے طاقچے کے آگے پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہوا چلی تو اس نے پردے کی ایک جانب اٹھا دی تب سامنے میرے کھلونے اور گڑیاں نظر آئیں۔ آپ نے پوچھا "عائشہ یہ کیا ہے؟" میں نے کہا: یہ میری گڑیاں ہیں۔ آپ نے ان میں کپڑے کا ایک گھوڑا بھی دیکھا جس کے دو پر تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا "میں ان کے درمیان یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟" میں نے کہا: یہ گھوڑا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا "اور اس کے اوپر کیا ہے؟" میں نے کہا: اس کے دو پر ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا "کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟" عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نے سنا نہیں کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے؟ کہتی ہیں: چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کہ میں نے آپ ﷺ کی (مبارک) ڈاڑھیں دیکھیں۔

7. عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ[2]

ترجمہ: سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص چوسر کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔"

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فِي اللَّعِبِ بِالْبَنَاتِ رقم الحدیث: 4932

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الاداب، باب فِي النَّهْيِ عَنِ اللَّعِبِ، بِالنَّرْدِ، رقم الحدیث: 4938

8. عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ[1]

ترجمہ: حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص نردشیر (چوسر) کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ سور کے گوشت اور خون سے آلودہ کیا۔"

فریب دہی

9. عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ[2]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'وہ شخص ملعون (یعنی اللہ کی رحمت سے دور) ہے جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا یا اس کو دھوکہ دیا

اسراف

10. عَنْ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يَبْغُضُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُحِبُّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يَبْغُضُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يَبْغُضُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ وَالِاخْتِيَالُ الَّذِي يُحِبُّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ اخْتِيَالُ الرَّجُلِ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَعِنْدَ الصَّدَقَةِ وَالِاخْتِيَالُ الَّذِي يَبْغُضُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ الْخُيَلَاءُ فِي الْبَاطِلِ[3]

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الاداب، باب فِي النَّهْيِ عَنِ اللَّعِبِ، بِالنَّرْدِ رقم الحدیث: 4939

[2] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي الْخِيَانَةِ وَالْغِشِّ رقم الحدیث: 1941

3 سنن نسائی، کتاب الزکوٰة، بَابُ الِاخْتِيَالِ فِي الصَّدَقَةِ رقم الحدیث: 2559

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے اور ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ اسی طرح ایک فخر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور ایک فخر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ پسندیدہ غیرت وہ ہے جو تہمت کے مقام پر ہو اور ناپسندیدہ غیرت وہ ہے جو بلاوجہ ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ فخر وہ ہے جو آدمی لڑائی کے وقت کرے یا صدقہ کرتے وقت۔ اور ناپسندیدہ فخر وہ ہے جو باطل میں ہو۔

11. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هَذَا السَّرَفُ فَقَالَ أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ[1]

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ وضو کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پاس سے گزرے تو فرمایا: "یہ کیا اسراف ہے؟" انہوں نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا: "ہاں، اگرچہ تم بہتے دریا پر (اس کے کنارے بیٹھے) ہو۔

12. عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيلَةٌ[2]

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے، اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ، پیو، صدقہ کرو اور پہنو، جب تک اس میں فضول خرچی یا تکبر کی آمیزش نہ ہو۔

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الطهارة وسننها، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَصْدِ فِي الْوَضُوءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّعَدِّي فِيهِ، رقم الحديث: 425

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، بَابُ الْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَكَ سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ، رقم الحديث: 3605

13. حَدَّثَنِي كَاتِبُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنْ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ[1]

ترجمہ: (راوی کہتے ہیں) حدیث بیان کی مجھ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے منشی وراد نے، کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہیں کوئی ایسی حدیث لکھیئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین باتیں پسند نہیں کرتا۔ بلاوجہ کی گپ شپ، فضول خرچی۔، لوگوں سے بہت مانگنا۔

14. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنَ السَّرَفِ، أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ[2]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ‛رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بھی فضول خرچی ہے کہ توہر وہ چیز کھائے جس کی تجھے خواہش ہو۔“

15. عَنِ ابْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ، وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي، وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[3]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا} وَكَمِ الْغِنَى، رقم الحدیث: 1477

[2] سنن ابن ماجه، کتاب الأطعمة، بَابٌ: مِنَ الإِسْرَافِ أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ، رقم الحدیث: 3352

[3] صحیح البخاری، كِتَاب الدَّعَوَاتِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، رقم الحدیث: 6398

ترجمہ: حضرت ابن ابی موسیٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ دعا کرتے تھے ''میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالارادہ اور بلا ارادہ کاموں میں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور انہیں جو کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا اور جنہیں میں نے ظاہر کیا ہے، تو سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''

مایوسی

16. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا فَأَتَوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِی تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِی حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَنَزَلَتْ قُلْ يَا عِبَادِیَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکین میں بعض نے قتل کا گناہ کیا تھا اور کثرت سے کیا تھا۔ اسی طرح زناکاری بھی کثرت سے کرتے رہے تھے۔ پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں (یعنی اسلام) یقیناً اچھی چیز ہے، لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کئے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں

[1] صحيح البخاری، كِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَابُ قَوْلِهِ: {يَا عِبَادِیَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ}، رقم الحديث: 4810

گے یا نہیں؟اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔"اور وہ لوگ جو اللہ کے سوااور کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی بھی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے، ہاں مگر حق کے ساتھ"، اور یہ آیت نازل ہوئی"آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بے شک اللہ سارے گناہوں کو معاف کردے گا۔ بے شک اللہ وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے"۔

17. حَدَّثَنِیْ حُذَیْفَةُ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ یَقُولُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا یَئِسَ مِنَ الْحَیَاةِ أَوْصَی أَهْلَهُ إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِی حَطَبًا كَثِیرًا وَأَوْقِدُوا فِیهِ نَارًا حَتَّی إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِی وَخَلَصَتْ إِلَی عَظْمِی فَامْتُحِشَتْ فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا ثُمَّ انْظُرُوا یَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوهُ فِی الْیَمِّ فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللهُ فَقَالَ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ قَالَ مِنْ خَشْیَتِكَ فَغَفَرَ اللهُ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو وَأَنَا سَمِعْتُهُ یَقُولُ ذَاكَ وَكَانَ نَبَّاشًا[1]

ترجمہ: (راوی کہتا ہے) حضرت حذیفہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کی موت کا جب وقت آگیا اور وہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میری موت ہو جائے تو میرے لیے بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا اور ان میں آگ لگا دینا۔ جب آگ میرے گوشت کو جلا چکے اور آخری ہڈی کو بھی جلا دے تو ان جلی ہوئی ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور کسی تند ہوا والے دن کا انتظار کرنا اور (ایسے کسی دن) میری راکھ کو دریا میں بہا دینا۔ اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور اس سے پوچھا ایسا تو نے کیوں کروایا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے ہی خوف سے اے اللہ! اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔ حضرت عقبہ بن عمرو نے کہا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ یہ شخص کفن چور تھا۔

[1] صحیح البخاری، کِتَاب أَحَادِیثِ الْأَنْبِیَاءِ، بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِی إِسْرَائِیلَ: رقم الحدیث: 3452

18. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً، وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً، فَلَوْ يَعْلَمُ الكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْئَسْ مِنَ الجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ المُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللهِ مِنَ العَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو جس دن بنایا تو اس کے سو حصے کئے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے رکھے۔ اس کے بعد تمام مخلوق کے لئے صرف ایک حصہ رحمت کا بھیجا۔ پس اگر کافروں کو وہ تمام رحمت معلوم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو وہ جنت سے ناامید نہ ہو اور اگر مومن کو وہ تمام عذاب معلوم ہو جائیں جو اللہ کے پاس ہیں تو دوزخ سے کبھی بے خوف نہ ہو۔

تجسس

19. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بدگمانی سے دور رہو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، دوسروں کے ظاہری عیب تلاش کرو نہ دوسروں کے باطنی عیب ڈھونڈو، مال و دولت میں ایک دوسرے کے ساتھ مسابقت نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، آپس میں بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، اور اللہ کے ایسے بندے بن کر رہو جو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

---

[1] صحیح البخاری، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ، رقم الحدیث: 6469

[2] صحیح مسلم، بَابُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ، كِتَابُ الرِّقَاقِ، حدیث نمبر: 6536

20.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ[1]

ترجمہ :انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے کے لیے دھوکے سے قیمتیں نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اللہ کے بندے بن جاؤ جو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔" اور آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ کیا، (پھر فرمایا) "کسی آدمی کے برے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، ہر مسلمان پر (دوسرے) مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہیں۔"

21.عن أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بدترین انسانوں میں سے دو رخا شخص (بھی) ہوتا ہے۔ وہ ان لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ ملتا ہے اور ان لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ ملتا ہے۔"

---

[1] صحیح مسلم، باب تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ، كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، رقم الحدیث: 6541

[2] صحیح مسلم، كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ رقم الحدیث :6630

22. عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْنَا الْكِتَابُ فَقَالَتْ مَا مَعَنَا كِتَابٌ فَأَنَخْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا فَقُلْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ حَاطِبٌ وَاللهِ مَا بِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهُ هُنَاكَ مِنْ عَشِيرَتِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ وَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھے، ابو مرثد رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر بھیجا۔ ہم سب شہسوار تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ سیدھے چلے جاؤ۔ جب روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے گی، وہ ایک خط لیے ہوئے ہے جسے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے نام بھیجا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے جس جگہ کا پتہ دیا تھا ہم نے وہیں اس عورت کو ایک اونٹ پر جاتے ہوئے پالیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط لا۔ وہ

[1] صحیح البخاری، کِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا: رقم الحدیث: 3983

کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بیٹھا کر اس کی تلاشی لی تو واقعی ہمیں بھی کوئی خط نہیں ملا۔ لیکن ہم نے کہا کہ حضور ﷺ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی خط نکال ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے جب اس نے ہمارا یہ سخت رویہ دیکھا تو ازار باندھنے کی جگہ کی طرف اپنا ہاتھ لے گئی وہ ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی اور اس نے خط نکال کر ہم کو دے دیا ہم اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے (یعنی حاطب بن ابی بلتعہ نے) اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے دغا کی ہے حضور ﷺ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس کی گردن مار دوں لیکن حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ حاطب رضی اللہ عنہ بولے اللہ کی قسم! یہ وجہ ہر گز نہیں تھی کہ اللہ اور اس کے رسول پر میرا ایمان باقی نہیں رہا تھا میرا مقصد تو صرف اتنا تھا کہ قریش پر اس طرح میرا ایک احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے وہ (مکہ میں باقی رہ جانے والے) میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں آپ کے اصحاب میں جتنے بھی حضرات (مہاجرین) ہیں ان سب کا قبیلہ وہاں موجود ہے اور اللہ ان کے ذریعے ان کے اہل و مال کی حفاظت کرتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتا دی ہے اور تم لوگوں کو چاہئے کہ ان کے متعلق اچھی بات ہی کہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا کہ اس شخص نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے دغا کی ہے آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا یہ بدر والوں میں سے نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات کو پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود فرما چکا ہے کہ "تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت ضرور ملے گی" (یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ) میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

23. حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَضَى اللهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ

فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هَكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوْ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ[1]

ترجمہ: کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، کہا کہ میں نے عکرمہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو سن کر جھکتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں، اللہ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اونچا، سب سے بڑا ہے پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سنا بھاگتے ہیں، شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح شیطان ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔ پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ کلمہ ساحر یا کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ یہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں آگ کا گولا انہیں آدبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتا لیتے ہیں تو آگ کا انگارا ان پر پڑتا ہے،

[1] صحیح بخاری، کِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، باب حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ، رقم الحدیث: 4800

اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے (ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہو جاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن کاہن نے نہیں کہا تھا، اسی ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔

24. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنهما قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ فَقَالُوا مَا لَكُمْ فَقَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَثَ فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلَقَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِنَخْلَةَ وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوا لَهُ فَقَالُوا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ سوق عکاظ (مکہ اور طائف کے درمیان ایک میدان جہاں عربوں کا مشہور میلہ لگتا تھا) کا قصد کیا اس زمانہ میں شیاطین تک آسمان کی خبروں کے چرا لینے میں رکاوٹ پیدا کر دی گئی تھی اور ان پر آسمان سے آگ کے

[1] صحیح البخاری، کِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، رقم الحدیث: 4921

انگارے چھوڑے جاتے تھے جب وہ جن اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئے توان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ کیابات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ آسمان کی خبروں میں اور ہمارے درمیان رکاوٹ کردی گئی ہے اور ہم پر آسمان سے آگ کے انگارے برسائے گئے ہیں، انہوں نے کہاکہ آسمان کی خبروں اور تمہارے درمیان رکاوٹ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی خاص بات پیش آئی ہے۔ اس لئے ساری زمین پر مشرق ومغرب میں پھیل جاؤاور تلاش کروکہ کون سی بات پیش آگئی ہے۔ چنانچہ شیاطین مشرق ومغرب میں پھیل گئے تاکہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ آسمان کی خبروں کی ان تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کی گئی ہے وہ کس بڑے واقعہ کی وجہ سے ہے۔ بیان کیاکہ جو شیاطین اس کھوج میں نکلے تھے ان کاایک گروہ وادی تہامہ کی طرف بھی آنکلا (یہ جگہ مکہ معظمہ سے ایک دن کے سفر کی راہ پر ہے) جہاں رسول کریم ﷺ منڈی عکاظ کی طرف جاتے ہوئے کھجور کے ایک باغ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب شیاطین نے قرآن مجید سناتو یہ اس کو سننے لگ گئے پھر انہوں نے کہاکہ یہی چیز ہے وہ جس کی وجہ سے تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے اور ان سے کہاکہ "انا سمعنا قرآنا عجبا الایۃ" ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی راہ دکھلاتا ہے سو ہم تواس پر ایمان لے آئے اور ہم اب اپنے پروردگار کو کسی کاساجھی نہ بنائیں گے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل کی "قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن الایۃ" آپ کہئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے اس بات کی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سنا یہی جنوں کا قول آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا۔

کسب حرام

25. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ[1]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک رات جاگے تو فرمایا سبحان اللہ! آج رات کیا کیا بلائیں اتری ہیں اور ساتھ ہی (رحمت اور عنایت کے) کیسے خزانے نازل ہوئے ہیں۔ ان حجرے والیوں (ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن) کو کوئی جگانے والا ہے افسوس! کہ دنیا میں بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں آخرت میں ننگی ہوں گی۔

26. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى حَجَّامًا فَأَمَرَ بِمَحَاجِمِهِ فَكُسِرَتْ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْأَمَةِ وَلَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ[2]۔

ترجمہ: ہم سے حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ کہا کہ مجھے عون بن ابی حجیفہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ ایک پچھنا لگانے والے (غلام) کو خرید رہے ہیں۔ اس پر میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت، باندی کی (ناجائز) کمائی سے منع فرمایا تھا۔ اور گودنے والیوں اور گدوانے والیوں، سود لینے والوں اور دینے والوں پر لعنت کی تھی اور تصویر بنانے والے پر بھی لعنت کی تھی۔

---

[1] صحیح البخاری، كِتَاب التَّهَجُّد، بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ، رقم الحدیث: 1126

[2] صحیح بخاری، كِتَاب الْبُيُوعِ، بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ، رقم الحدیث: 2238

27. أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي: يَا حَكِيمُ، إِنَّ هَذَا المَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ، بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ، لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ، وَاليَدُ العُلْيَا خَيْرٌ مِنَ اليَدِ السُّفْلَى، قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ لاَ أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ العَطَاءَ، فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ، فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ المُسْلِمِينَ، إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، الَّذِي قَسَمَ اللهُ لَهُ مِنْ هَذَا الفَيْءِ، فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ، فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوُفِّيَ رَحِمَهُ اللهُ[1]

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ (مشہور صحابی) نے بیان کیا میں نے آنحضرت ﷺ سے مانگا آپ نے مجھ کو دیا' پھر مانگا پھر آپ نے دیا' پھر فرمانے لگے حکیم یہ دنیا کا روپیہ پیسہ دیکھنے میں خوشنما اور مزے میں شیریں ہے لیکن جو کوئی اس کو سیر چشمی سے لے اس کو برکت ہوتی ہے اور جو کوئی جان لڑا کر حرص کے ساتھ اس کو لے اس کو برکت نہ ہو گی۔ اس کی مثال ایسی ہے جو کماتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میں تو آج سے آپ ﷺ کے بعد کسی سے کوئی چیز کبھی نہیں لوں گا مرنے تک پھر (حکیم کا یہ حال رہا) کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کا سالانہ وظیفہ دینے کے لئے ان کو بلاتے' وہ اس کے لینے سے انکار کرتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں ان کو بلایا ان کا وظیفہ دینے کے لئے لیکن انہوں نے انکار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مسلمانو! تم گواہ

[1] صحیح بخاری، كِتَابُ الوَصَايَا، بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ}، رقم الحدیث: 2750

رہنا حکیم کو اس کا حق جو لوٹ کے مال میں اللہ نے رکھا ہے دیتا ہوں وہ نہیں لیتا۔ غرض حکیم نے آنحضرت ﷺ کے بعد پھر کسی شخص سے کوئی چیز قبول نہیں کی (اپنا وظیفہ بھی بیت المال میں نہ لیا) یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ اللہ ان پر رحم کرے۔

28. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک (مال) کے سوا (کوئی مال) قبول نہیں کرتا اللہ نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے پیغمبران کرام! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو جو عمل تم کرتے ہو میں اسے اچھی طرح جاننے والا ہوں اور فرمایا اے مومنو! جو پاک رزق ہم نے تمھیں عنایت فرمایا ہے اس میں سے کھاؤ۔ پھر آپ نے ایک آدمی کا ذکر کیا: "جو طویل سفر کرتا ہے بال پراگندا اور جسم غبار آلود ہے۔ (دعا کے لیے آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اے میرے رب اے میرے رب! جبکہ اس کا کھانا حرام کا ہے اس کا پینا حرام کا ہے اس کا لباس حرام کا ہے اور اس کو غذا حرام کی ملی ہے تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہوگی۔

[1] صحیح مسلم، كِتَابُ الزَّكَاةِ، باب قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا، رقم الحديث: 2346

29. عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتَّى يَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ[1]

ترجمہ: حضرت حمزہ بن عبداللہ (بن عمر) سے اور روایت ہے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی شخص کے ساتھ سوال چمٹا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملے گا تو اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔"

30. عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضی الله عنه يَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ لَا وَاللهِ مَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ إِلَّا مَا يُخْرِجُ اللهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ أَوَ خَيْرٌ هُوَ إِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثَلَطَتْ أَوْ بَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَأَكَلَتْ فَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِحَقِّهِ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ[2]

ترجمہ: عیاض بن عبداللہ بن سعد سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: "نہیں اللہ کی قسم! لوگو! مجھے تمھارے بارے کسی چیز کا ڈر نہیں سوائے دنیا کی اس زینت کے جو اللہ تعالیٰ تمھارے لیے ظاہر کرے گا۔ ایک آدمی کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا خیر شر کو لے آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ گھڑی بھر خاموش رہے پھر فرمایا: "تم نے کس طرح کہا؟ اس نے کہا اللہ کے

[1] صحیح مسلم، كِتَابُ الزَّكَاةِ، باب كَرَاهَةِ الْمَسْأَلَةِ لِلنَّاسِ، رقم الحدیث: 2396

[2] صحیح مسلم، كِتَابُ الزَّكَاةِ، باب التَّحْذِيرِ مِنَ الِاغْتِرَارِ بِزِينَةِ الدُّنْيَا وَمَا يَبْسُطُ مِنْهَا، رقم الحدیث: 2421

رسول ﷺ! میں نے عرض کی تھی کیا خیر شر کو لائے گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: "خیر خیر ہی کو لاتی ہے لیکن کیا وہ (دنیا کی زیب و زینت فی ذاتہ) خیر ہے؟ وہ سب کچھ جو بہار لگاتی ہے (جانور کو) اُپھارے سے مار ڈالتا ہے یا موت کے قریب کر دیتا ہے ایسے سبزہ کھانے والے جانور کے سوا جس نے کھایا اور جب اس کی کوکھیں بھر گئیں (وہ سیر ہو گیا) تو مزید کھانے کے بجائے) اس نے سورج کا رخ کر لیا اور بیٹھ کر گوبر یا پیشاب کیا پھر جگالی کی اور دوبارہ کھایا تو (اسی طرح) جو انسان اس (مال) کے حق کے مطابق مال لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جو انسان اس کے حق کے بغیر مال لیتا ہے وہ اس کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔

31. عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضی الله عنه، يَقُولُ: الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، مَنْ زَادَ، أَوِ ازْدَادَ، فَقَدْ أَرْبَى، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ غَيْرَهٰذَا، فَقَالَ: لَقَدْ لَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ هٰذَا الَّذِي تَقُولُ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، فَقَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَمْ أَجِدْهُ فِي كِتَابِ اللهِ، وَلَكِنْ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ[1]

ترجمہ: حضرت ابو صالح سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: دینار کے بدلے دینار اور درہم کے بدلے درہم مثل بمثل ہو، جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا، اس نے سود کا معاملہ کیا۔ میں نے ان سے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس سے مختلف بات کہتے ہیں، تو انہوں نے کہا: میں نے خود ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی اور کہا: آپ کی کیا

[1] صحیح مسلم، كِتَاب الْمُسَاقَاةِ، باب بَيْعِ الطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، رقم الحدیث: 4090

رائے ہے، یہ جو آپ کہتے ہیں کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا اللہ کی کتاب میں پائی ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی نہ کتاب اللہ میں پائی، بلکہ مجھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "سود ادھار میں ہے۔

32. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ اشْتَرَى غُلَامًا حَجَّامًا، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الكَلْبِ، وَكَسْبِ البَغِيِّ، وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَالوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ وَالمُصَوِّرَ[1]

ترجمہ: کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد (وہب بن عبد اللہ) نے روایت کی کہ انہوں نے ایک غلام خریدا جو پچھنا لگاتا تھا پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے خون نکالنے کی اجرت، کتے کی قیمت اور رنڈی کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے سود لینے والے، دینے والے، گودنے والی، گدوانے والی اور مورت بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

33. عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ[2]

ترجمہ: ہم سے سالم بن ابی الجعد نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور نبی کریم ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک شخص مسجد کی چوکھٹ پر آکر ہم سے ملا اور دریافت کیا یا رسول اللہ! قیامت کب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس پر

[1] صحیح البخاری، کتاب اللباس، بَابُ مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ، رقم الحدیث: 5962

[2] صحیح البخاری، کِتَابُ الأَحْكَامِ، بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ، رقم الحدیث: 7153

وہ شخص خاموش سا ہو گیا، پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے بہت زیادہ روزے، نماز اور صدقہ قیامت کے لیے نہیں تیار کئے ہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

بد نظری

34. عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى، وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ.[1]

ترجمہ: ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے علی! نظر کے پیچھے نظر مت لگاؤ، پہلی تمہارے لیے معاف ہے (جو اچانک پڑ گئی) دوسری نہیں (عمداً دیکھنا)۔"

35. أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَرْدَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ، وَكَانَ الفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا، فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ، وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةٌ تَسْتَفْتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَطَفِقَ الفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَالفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الفَضْلِ، فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ: نَعَمْ[2]

---

[1] سنن ابی داؤد، كِتَابُ النِّكَاحِ، باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ، رقم الحدیث: 2149

[2] صحیح البخاری، كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا ۔۔۔ تَكْتُمُونَ، رقم الحدیث: 6228

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو قربانی کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ وہ خوبصورت گورے مرد تھے۔ حضور اکرم ﷺ لوگوں کو مسائل بتانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران قبیلہ خثعم کی ایک خوبصور عورت بھی آنحضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل بھی اس عورت کو دیکھنے لگے۔ اس کا حسن وجمال ان کو بھلا معلوم ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو فضل اسے دیکھ رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ پھر اس عورت نے کہا، یارسول اللہ حج کے بارے میں اللہ کا جو اپنے بندوں پر فریضہ ہے وہ میرے والد پر لاگو ہوتا ہے، جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور سواری پر سیدھے نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ہو جائے گا۔

36. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا، فَقَالَ: إِذْ أَبَيْتُمْ إِلَّا المَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: غَضُّ البَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلاَمِ، وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ المُنْكَرِ[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو! صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہماری یہ مجالس تو بہت ضروری ہیں، ہم وہیں روزمرہ گفتگو کیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب تم ان مجلسوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو یعنی راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ نے عرض کیا، راستے کا حق کیا ہے یارسول اللہ

[1] صحیح البخاری، کِتَاب الِاسْتِئْذَانِ، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتًا۔۔۔ تَكْتُمُونَ}، رقم الحدیث: 6229

! فرمایا (غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے) نظر نیچی رکھنا، راہ گیروں کو نہ ستانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

37. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذَلِكَ لاَ مَحَالَةَ، فَزِنَا العَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ المَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے کوئی چیز صغیرہ گناہوں سے مشابہ اس حدیث کے مقابلہ میں نہیں دیکھی جسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے معاملہ میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جس سے وہ لا محالہ دوچار ہوگا پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، دل کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرتا ہے پھر شرمگاہ اس خواہش کو سچا کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔

38. عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی الله عنه قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ نَظْرَةِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي[2]

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے (کسی اجنبیہ عورت پر) اچانک پڑ جانے والی نظر کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: 'تم اپنی نگاہ پھیر لیا کرو۔

39. عَنْ نَبْهَانَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رضی الله عنها حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَيْمُونَةَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أُمِرْنَا

[1] صحیح البخاری، کِتَابِ الِاسْتِئْذَانِ، بَابُ زِنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ، رقم الحدیث: 6243

[2] سنن ترمذی، کتاب الأدب عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي نَظْرَةِ الْمُفَاجَأَةِ، رقم الحدیث: 2776

بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ[1]

ترجمہ: حضرت نبہان جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے ان سے روایت ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں اور میمونہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں، اسی دوران کہ ہم دونوں آپ کے پاس بیٹھی تھیں، عبد اللہ بن ام مکتوم آئے اور آپ کے پاس پہنچ گئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب ہمیں پردے کا حکم دیا جا چکا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'تم دونوں ان سے پردہ کرو، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا وہ اندھے نہیں ہیں؟ نہ وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں پہچان سکتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟ کیا تم دونوں انہیں دیکھتی نہیں ہو؟

طعنہ زنی

40. عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ بَعَثَ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ رضی الله عنها بِأَنْجَادٍ مِنْ عِنْدِهِ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ قَامَ عَبْدُ الْمَلِكِ مِنَ اللَّيْلِ، فَدَعَا خَادِمَهُ فَكَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ فَلَعَنَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَتْ لَهُ أُمُّ الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُكَ اللَّيْلَةَ لَعَنْتَ خَادِمَكَ حِينَ دَعَوْتَهُ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ رضی الله عنه ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[2]

[1] سنن ترمذی، کتاب الأدب عن رسول الله ﷺ ، باب مَا جَاءَ فِي احْتِجَابِ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ، رقم الحدیث: 2778

[2] صحیح مسلم، كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ وَغَيْرِهَا، رقم الحدیث: 2598

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے، عبد الملک بن مروان نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کے پاس گھر کی آرائش کا سامان اپنے پاس سے بھیجا۔ ایک رات کو عبد الملک اٹھا اور اس نے اپنے خادم کو بلایا، خادم نے آنے میں دیر کی، عبد الملک نے اس پر لعنت کی، جب صبح ہوئی تو ام درداء نے عبد الملک سے کہا کہ میں نے سنا رات کو تو نے اپنے خادم کو بلاتے وقت لعنت کی اور میں نے سنا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ لعنت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن کسی کی شفاعت نہ کریں گے نہ گواہ ہوں گے۔''

41. عَنْ عَبْدِ اللهِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ،[1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیاء اور بد زبان نہیں ہوتا ہے''۔

42. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ، الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ[2]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا باعث ہیں: نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا''۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ، رقم الحدیث: 1977

[2] صحیح مسلم، کِتَابُ الْإِيمَانِ، باب إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، رقم الحدیث: 67

اَلْبَابُ الاَوَّلُ فِی اللَّھْوِ وَاللَّعْبِ

غیر ضروری کام میں مشغولیت لہو ولعب کہلاتا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

جس چیز میں مشغولیت کی وجہ سے انسان اپنے مقصود سے غافل ہو جائے، اس کو لہو کہتے ہیں (اسی لیے دنیا کی زیب وزینت مثلاً عورتوں اور بچوں کو بھی لہو ولعب کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں مشغولیت کی وجہ سے انسان اپنے مقصود سے غافل ہو جاتا ہے) لعب کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لعب اصل میں لعاب ہے' یہ لفظ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب منہ سے لعاب بہنے لگے اور جب کسی شخص کا فعل بغیر قصد کے واقع ہو تو اس کو لعب کہتے ہیں۔[1]

علامہ ابن الاثیر الجزری المتوفی ٦٠٦ھ لکھتے ہیں:

لعب کا معنی ہے مذاق میں کوئی کام کرنا۔ جو شخص لغو اور بے فائدہ کام کرے، اس کو بھی لعب کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ہم سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ جب موجیں جوش سے اٹھ رہی تھیں اور ایک ماہ تک موجیں ہمارے ساتھ لعب کرتی رہیں، یعنی موجوں نے ان کو اس طرف نہیں جانے دیا جس طرف وہ جانا چاہتے تھے۔[2]

اردو میں لہو ولعب کا ترجمہ کھیل تماشے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ہم نے لہو کا جو معنی بیان کیا ہے، اس کا خلاصہ ہے غافل کرنا اور لعب کا خلاصہ ہے بے مقصد اور بے فائدہ کام، اور کھیل اور تماشہ عموماً لغو اور

[1]: المفردات، ص: 450

[2] النہایہ، ج: 4، ص: 253، 252

بے فائدہ ہوتا ہے اور اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے انسان عبادات اور کئی اہم کاموں سے غافل ہو جاتا ہے، اس لیے کھیل اور تماشے کو لہو و لعب کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَیْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ[1]

ترجمہ: اور جب انھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیئے اور تمھیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ[2]

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے اور بیشک آخرت کا گھر متقین کے لیے بہت اچھا ہے، پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لوگے۔

دنیا کی زندگی کو لہو و لعب قرار دینے کی حسب ذیل وجوہات ہیں،

— لہو و لعب کی مدت کم ہوتی ہے اور بہت جلد ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دنیا کی زندگی بھی کم ہوتی ہے اور جلد ختم ہو جاتی ہے۔

— لہو و لعب عموماً کسی فریب پر مبنی ہوتا ہے، اسی طرح انسان دنیا کی زندگی کو بھی کسی فریب کے سہارے گزارتا ہے۔

[1] الجمعہ، 62: 11

[2] الانعام، 06: 32

عموماً بچے اور نادان اور غافل لوگ لہو و لعب میں اشتغال کرتے ہیں اور سنجیدہ اور فہمیدہ لوگ لہو و لعب میں زیادہ مشغول نہیں ہوتے۔ اسی طرح دنیا کی لذتوں اور دلفریبیوں میں بھی جاہل اور غافل لوگ مشغول رہتے ہیں اور جو عقل مند اور زیرک لوگ ہوتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ دنیا اور اس کی لذتیں فانی ہیں۔ لہذا وہ فانی کی بہ نسبت باقی رہنے والی نعمتوں کے حصول کی جد وجہد میں مشغول رہتے ہیں۔ جو فانی دنیا کی طلب میں رہتے ہیں ان کی طلب کو اللہ تعالیٰ نے ہلاکت سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ[1]
>
> ترجمہ: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اموال اور اولاد کی وجہ سے اپنی یاد سے غافل ہونے سے بچانے کے لیے فرمایا

> یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ[2]
>
> ترجمہ: اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے۔
>
> رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ[3]

[1] التکاثر، 102: 1، 2

[2] المنافقون، 63: 9

[3] النور، 24: 37

ترجمہ: وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔

ان آیات میں اولاد، مال ودولت اور تجارت میں مشغول ہونے سے مطلقا منع نہیں فرمایا، بلکہ اس حد تک اشتغال سے منع فرمایا ہے، کہ انسان نماز اور دیگر عبادات سے غافل ہو جائے۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخدا مجھے تم پر فقر کا خوف نہیں ہے، لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم پر دنیا اس طرح کشادہ کردی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کردی گئی تھی، سو تم دنیا میں اس طرح رغبت کروگے جس طرح انہوں نے رغبت کی اور تم اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح وہ ہلاک ہو گئے تھے۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس کے نشان آپ کی جلد پر نقش ہو گئے تھے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، اگر آپ ہم کو اجازت دیں تو ہم چٹائی کے اوپر کوئی چیز بچھا دیں جس سے آپ کی جلد محفوظ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا مطلب ہے؟ میری اور دنیا کی مثال یہ ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سائے میں بیٹھے، پھر سائے کو ترک کر کے سفر شروع کردے۔[2]

[1] صحیح البخاری، کتاب الجزیة، باب الجزیة والموادعة مع اهل الحرب، رقم الحدیث: 3158، صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم الحدیث: 2961

[2] سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مثل الدنیا، رقم الحدیث: 4109

کھیل اور ورزش کے متعلق اسلام کے احکام

مزاج اگر شریعت سے مل جائے تو اس کی تفریح عبادت بن جائے۔ یہ درجہ چونکہ ہر ایک کا نصیب نہیں اس لیے ایسے کھیل جن کے اندر قباحت شرعی نہ پائی جائے وہ جائز ہیں۔

یعنی ہر کھیل تماشا مطلقا ممنوع اور حرام نہیں ہے' بلکہ جو کھیل تماشا کسی غیر شرعی امر پر مشتمل ہو' مثلا غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو یا اجنبی مرد عورتوں کے سامنے یا اجنبی عورتیں مردوں کے سامنے مثلا کرکٹ کھیلیں یا ٹینس کھیلیں یا رقص کریں یا کسی کھیل میں کھیلنے والوں کا ستر کھلا رہے تو ایسے کھیل ممنوع ہیں یا جس کھیل میں جانبین سے شرط لگائی جائے کہ جو فریق بھی کھیل میں کھیلنے والوں کا ستر کھلا رہے تو ایسے کھیل ممنوع ہیں یا جس کھیل میں جانبین سے شرط لگائی جائے کہ جو فریق بھی کھیل میں ہار گیا' وہ جیتنے والے کو اتنی رقم دے گا' یا فلاں چیز دے گا یا فلاں چیز کھلائے گا۔

یا کسی کھیل میں اس قدر اشتغال کیا جائے جس سے فرائض اور واجبات ترک ہو جائیں تو وہ کھیل جائز نہیں ہیں۔

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی 303ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لہو صرف تین چیزوں میں (جائز) ہے۔ کسی شخص کا اپنے گھوڑے کو سدھانا' کسی شخص کا اپنی بیوی سے دل لگی کرنا اور کسی شخص کا تیر اندازی کرنا۔[1]

تفریح کے لیے کھیل جس میں غیر شرعی امور نہ ہو وہ جائز ہیں۔ اس سے مایوسی کی دوری، طبیعت سے تنگی کا ختم ہونا، صحت کیلئے ورزش، فطرت جذبات میں تبدیلی جیسی اچھی چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ کتب میں اچھی چیزیں پڑھنا تفریح اور بری اور فضول چیزیں پڑھنا لہو و لعب ہے۔

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی الرمی، رقم الحدیث: 2513

خلاصہ یہ ہے کہ لہو ولعب مطلقا ممنوع نہیں ہے اور جب کوئی کھیل کسی غیر شرعی امر پر مبنی نہ ہو، نہ اس میں شرط لگائی جائے، نہ اس سے کوئی عبادت ضائع ہو تو غرض صحیح سے مناسب حد تک اس کا کھیلنا جائز ہے اور جب کسی کھیل میں زیادہ دلچسپی لینے کی وجہ سے انسان عبادات سے غافل ہو جائے تو وہ ممنوع اور مذموم ہے۔

انسان کی صحت اوز جسم کو چاق وچوبند رکھنے کے لیے مناسب حد تک کھیل اور ورزش مستحسن ہیں۔ بعض لوگ کرسی پر بیٹھ کر دن رات پڑھنے لکھنے کا کام کرتے ہیں، ان کو اپنے کام کی وجہ سے زیادہ چلنے پھرنے اور جسمانی مشقت کا موقع نہیں ملتا، جس سے ان کی توند نکل آتی ہے اور خون میں کلسٹرول کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ لوگ ذیابیطس، ہائی بلڈ پریشر، دل کی بیماریوں مثلاً انجائنا، معدہ کا ضعف، گیس اور السر وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان بیماریوں سے محفوظ رہنے یا بیماری لاحق ہونے کے بعد ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مختلف قسم کے جائز کھیلوں اور ورزشوں میں مشغول رہنا حفظان صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔

لہو ولعب کی وجوہات

لہو ولعب کی وجوہات درجہ ذیل ہیں

— غفلت کی وجہ سے انسان لہو ولعب میں مشغول رہتا ہے۔

— عبادت کے ساتھ رغبت نہ ہونے کی وجہ سے لہو ولعب کی طرف میلان بنتا ہے۔

— اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تعلق میں پختگی نہ ہونے کی وجہ سے لہو ولعب میں مبتلا ہوتا ہے۔

— دل مردہ ہونے کی وجہ سے یاد خدا کی تاثیر سے محرومیت انسان کو لہو ولعب کی طرف لے جاتی ہے۔

لہو ولہب کے اثرات

لہو ولہب کے درجہ ذیل اثرات ہیں

- غیبت۔
- لوگوں کو ایذا دینا۔
- جھوٹ۔
- اسراف۔
- فحش گوئی۔
- مال و وقت کا ضیاع۔
- دل آزاری۔
- بہتان۔
- فرائض سے غفلت۔
- آخرت کی بربادی۔
- موبائل کا منفی استعمال۔
- جہنم کا ٹھکانہ ہو سکتا ہے۔

لہو ولعب کا علاج

لہو ولعب کا علاج درج ذیل امور ہیں

— **ضرر محسوس کرنا:** لہو ولعب کے نقصانات پر نظر رکھنا کہ میرے قیمتی وقت اور قیمتی جان کے لیے تباہی کا باعث ہے۔

— **خوف:** دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا مجھے تو ان کی یاد کا حکم ہے جب کہ میرا عمل اس کے برعکس ہے۔

— **علم:** لہو ولعب کے عتاب کا علم ہونا۔

— **دائمی استغفار:** اس طرح کہ گذشتہ لہو ولعب کی معافی اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ پر استقامت کی مدد و نصرت مانگنا۔

— **ترک غفلت:** لاپرواہی، تساہل، سے اجتناب کرنا اور ہمہ وقت موت کے لیے تیار رہنا۔

—— صحابہ کرام، سلف صالحین کے اللہ کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

—— محبت دنیا کے پرستاروں کی سنگت سے دوری اختیار کرنا اور اللہ کی پسند کو مقدم جاننے والے لوگوں کے پاس بیٹھنا بھی لہو ولعب کا علاج ہے۔

گذشتہ امور لہوولعب جیسی بدترین مرض کا عارضی علاج ہے اور اس کے مکمل علاج اور اس مرض سے مکمل چھٹکارے کے اُسلوب کو سمجھنے کے لیے ہماری تصانیف الأربعین فی احتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعة ،الأربعین فی فضل الذکر والتقرب الی اللہ تعالیٰ،الأربعین فی معرفة النفس وتزکیتها وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور (درحقیقت بات یہ ہے کہ) اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر عذاب فرمائے درآنحالیکہ (اے حبیبِ مکرّم ﷺ!) آپ بھی ان میں (موجود) ہوں، اور نہ ہی اللہ ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا ہے کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کر رہے ہوں

(الأنفال، 8: 33)

اَلْبَابُ الثَّانِیْ فِی الْمَکْرِ

وہ فعل جس میں اس فعل کے کرنے والے کا باطنی اِرادہ اس کے ظاہر کے خلاف ہو مکر کہلاتا ہے۔[1]

دھوکہ دینا، یہ دھوکہ قول و فعل میں ہوتا ہے یہ جھوٹ کے قریب ہے اور نفاق کے دوگنا قریب ہے۔اس کی دو صورتیں ہیں

- اگر غلط کو صحیح سمجھ کر بات کرتا ہے تو یہ ایسا نفاق ہے کہ اس میں اپنے لئے دھوکہ ہے۔
- اگر صحیح کو غلط ثابت کر رہا ہے تو یہ ایسا نفاق ہے جس میں دوسروں کیلئے دھوکہ ہے۔

قرآن پاک میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ-وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ [2]

ترجمہ: اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

"اس میں اس واقعہ کا بیان ہے جو حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے ذکر فرمایا کہ کُفّارِ قریش دار الندوہ (کمیٹی گھر) میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور ابلیسِ لعین ایک بُڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخِ نجد ہوں ، مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو

[1] فیض القدیر، ج:1، ص:358

[2] آل عمران،03: 54

میں آیا مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا ، میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا ، انہوں نے اس کو شامل کر لیا اور سیدِ عالم ﷺ کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی ، ابوالبختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد ﷺ کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کر دو اور مضبوط بندشوں سے باندھ دو ، دروازہ بند کر دو ، صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں۔ اس پر شیطانِ لعین جو شیخِ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور کہا نہایت ناقص رائے ہے ، یہ خبر مشہور ہو گی اور ان کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے۔ لوگوں نے کہا شیخِ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان کو (یعنی محمد ﷺ کو) اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضَرر نہیں۔ ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمہارے ہوش اُڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو ، تم نے اس کی شیریں کلامی ، سیفِ زبانی ، دل کشی نہیں دیکھی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔ اہلِ مجمع نے کہا شیخِ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابو جہل کھڑا ہوا اور اس نے یہ رائے دی کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دی جائیں ، وہ سب یکبارگی حضرت پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے نہ لڑ سکیں گے۔ غایت یہ ہے کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا۔ ابلیسِ لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابو جہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے سیدِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گزارش کیا اور عرض کیا کہ حضور ﷺ اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں ، اللہ تعالیٰ نے اِذن دیا ہے مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں۔ حضور ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری چادر شریف اوڑھو

تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی اور حضور دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک مشتِ خاک دستِ مبارک میں لی اور آیت: (اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا) پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری، سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی، سب اندھے ہوگئے اور حضور کو نہ دیکھ سکے اور حضور مع ابو بکر صدیق کے غارِ ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضٰی کو لوگوں کو امانتیں پہنچانے کے لئے مکۂ مکرّمہ میں چھوڑا۔ مشرکین رات بھر سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دولت سرائے کا پہرہ دیتے رہے، صبح کو جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دریافت کیا گیا کہ کہاں ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس غار میں تین روز ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہو[1]

امیر المومنین حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو کسی مومن کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر اور دھوکہ بازی کرے وہ ملعون ہے۔[2]

مکروفریب کا حکم

مسلمانوں کے ساتھ مکر یعنی دھوکہ بازی اور دغا بازی کرنا قطعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب عظیم ہے۔

[1] ''خزائن العرفان'' تحت آل عمران، الآیۃ: 54

[2] سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، رقم الحدیث: 1948

مکر وفریب کی وجوہات

مکر وفریب کی درج ذیل وجوہات ہیں

— مکر وفریب کا پہلا اور سب سے بڑا سبب حرص ہے کہ بندہ مال و دولت یا کسی دنیوی شے کے حصول کی حرص کے سبب مکر وفریب کرتا ہے

— مکر وفریب کا دوسرا سبب جہالت ہے کہ بندہ مکر وفریب کے غیر شرعی ہونے، اس کے وبال اور آفات سے نابلد ہوتا ہے اس لیے وہ مکر سے کام لیتا ہے۔

— مکر وفریب کا تیسرا سبب قلت خشیت ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دل میں نہ ہو تو بندہ بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے بھی باز نہیں آتا۔

— مکر وفریب کا چوتھا سبب احترام مسلم نہ ہونا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے دل میں احترامِ مسلم پیدا کرے۔

مکر وفریب کے اثرات

مکر وفریب کے درج ذیل اثرات ہیں

- دل کا برا زبان کا اچھا۔
- کام چوری کی عادت کا پڑ جانا
- اوپر سے تواضع اندر سے تکبر۔
- کوئی محلِ عمل نہیں رہتا،
- خوشامد کرنا بھی دھوکہ ہے۔
- نماز میں حضوری کا نہ ہونا
- ناپ تول میں کمی، وغیرہ
- ریاکاری، یہ اخلاص کا الٹ ہے۔

مکر وفریب کا علاج

درج ذیل امور مکر وفریب کا علاج ہیں

— **ضرر محسوس کرنا:** دھوکہ دہی کی تباہی کا ڈر اپنے اندر پیدا کرنا۔

— **خوف:** دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا کہ مجھے تو اخلاص کا حکم ہے جب کہ میرا عمل اس کے مخالف ہے۔

— **علم:** دھوکہ دہی کے عتاب کا علم ہونا۔

— **دائمی استغفار:** اس طرح کہ گذشتہ مکر وفریب کی معافی اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ پر استقامت کی مدد و نصرت مانگنا۔

— اگر کسی کا حق اس کے ذمہ ہے تو صاحب حق کو حق واپس کرنا۔

— **ترک غفلت:** لاپرواہی، تساہل، سے اجتناب کرنا اور ہمہ وقت موت کے لیے تیار رہنا۔

— صحابہ کرام، سلف صالحین کے اخلاص اور کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

— فاسق و فاجر لوگوں کی سنگت سے دوری اختیار کرنا اور اللہ کی پسند کو مقدم جاننے والے لوگوں کے پاس بیٹھنا بھی مکر وفریب کا علاج ہے۔

گذشتہ امور مکر وفریب جیسی بدترین مرض کا معمولی علاج ہے اور اس کے مکمل علاج اور اس مرض سے مکمل چھٹکارے کے اسلوب کو سمجھنے کے لیے ہماری دیگر تصانیف بشمول الأربعين في احتياج الى المرشد الكامل لحصول الاخلاص في الطاعة، الأربعين في فضل الذكر والتقرب الى الله تعالى، الأربعين في معرفة النفس وتزكيتها، الأربعين في الامراض الطبعية والوقاية منها ملاحظہ فرمائیں۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِی الْاِسْرَافِ

حد سے تجاوز **اسراف** کہلاتا ہے۔ عرف میں فضول خرچی کو اسراف کہتے ہیں یعنی مالی اور غیر مالی مسائل اور دینی امور میں حد سے تجاوز اسراف کہلاتا ہے۔

جس جگہ شرعاً ، عادۃً یا مروۃً خرچ کرنا منع ہو وہاں خرچ کرنا مثلاً فسق وفجور و گناہ والی جگہوں پر خرچ کرنا، یا اجنبی لوگوں پر اس طرح خرچ کرنا کہ اپنے اہل وعیال کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا اِسراف کہلاتا ہے۔ اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

> وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ[1]
>
> بے جانہ خرچو بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی اِس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "حضرت مُترجِم قُدِّسَ سِرُّہٗ (یعنی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه) نے اِسراف کا ترجمہ بے جا خرچ کرنا فرمایا ، نہایت ہی نفیس ترجمہ ہے۔ اگر کل مال خرچ کر ڈالا اور اپنے عیال کو کچھ نہ دیا اور خود فقیر بن بیٹھا تو سدی کا قول ہے کہ یہ خرچ بے جا ہے اور اگر صدقہ دینے ہی سے ہاتھ روک لیا تو یہ بھی بے جا اور داخلِ اِسراف ہے جیسا کہ سعید بن مُسیّب رَضِیَ اللهُ عَنْهُ نے فرمایا۔ سفیان کا قول ہے کہ اللہ کی طاعت کے سوا اور کام میں جو مال خرچ کیا جاوے وہ قلیل بھی ہو تو اِسراف ہے۔ زُہری کا قول ہے کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ معصیت میں خرچ نہ کرو۔ مجاہد نے کہا کہ حق اللہ میں کوتاہی کرنا اسراف

[1] الانعام،06: 141

ہے اور اگر ابو قُبیس پہاڑ سونا ہو اور اس تمام کو راہِ خدا میں خرچ کر دو تو اسراف نہ ہو اور ایک درہم معصیت میں خرچ کرو تو اِسراف۔[1]

دوسرے مقام پر اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

> كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ -اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ[2]
>
> ترجمہ: کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی اِس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "شانِ نُزول: کلبی کا قول ہے کہ بنی عامر زمانۂ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو بالکل کھاتے ہی نہ تھے اور اس کو حج کی تعظیم جانتے تھے، مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر عرض کیا یارسولَ اللہ ہمیں ایسا کرنے کا زیادہ حق ہے، اس پر یہ نازِل ہوا کہ کھاؤ اور پیو گوشت ہو خواہ چکنائی ہو اور اِسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو چکنے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اِسراف ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کی اس کو حرام کرلو۔ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے فرمایا کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے اِسراف اور تکبّر سے بچتا رہ۔ مسئلہ: آیت میں دلیل ہے کہ کھانے اور پینے کی تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان کے جن پر شریعت میں دلیلِ حُرمت قائم ہو کیونکہ یہ قاعدہ مقرّرہ مسلّمہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اِباحت ہے مگر جس پر شارع نے مُمانَعت فرمائی ہو اور اس کی حُرمت دلیلِ مستقل ثابت ہو۔[3]

[1] خزائن العرفان تحت سورۃ الانعام، الآیۃ: 141

[2] الأعراف، 07: 31

[3] خزائن العرفان تحت سورۃ الاعراف، الآیۃ: 31

نبی اکرم ﷺ کی حدیث پاک ہے،

عَنۡ عَبۡدِ اللهِ بۡنِ عَمۡرٍو رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِسَعۡدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ فَقَالَ أَفِي الۡوُضُوءِ إِسۡرَافٌ قَالَ نَعَمۡ وَإِنۡ كُنۡتَ عَلَى نَهۡرٍ جَارٍ [1]

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ وضو کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ پاس سے گزرے تو فرمایا: "یہ کیا اسراف ہے؟" انہوں نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا: "ہاں، اگرچہ تم بہتے دریا پر (اس کے کنارے بیٹھے) ہو۔

انفاق اور اسراف میں فرق

- مستحق کی مدد کرتے ہوئے خرچ کرنا انفاق ہے یہ محمود ہے اور اس کی ترغیب دی گئی ہے۔
- اللہ پاک اسراف والوں کو نہ ہی ہدایت دیتا ہے نہ ہی پسند نہیں کرتا بلکہ اسراف کرنے والوں کو شیطان کے بھائی قرار دیا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ كَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ [2]

ترجمہ: بے شک اڑانے والے (فضول خرچی کرنے والے) شیطانوں کے بھائی ہیں۔

اسراف کا حکم

اسراف اور فضول خرچی خلاف شرع ہو تو حرام اور خلافِ مروت ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة وسننها، بَابُ: مَا جَاءَ فِي الۡقَصۡدِ فِي الۡوُضُوءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّعَدِّي فِيهِ، رقم الحديث: 425

[2] بنی اسرائیل، 17: 27

اسراف کی وجوہات

اسراف کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

— اسراف کا پہلا سبب لاعلمی اور جہالت ہے۔ بندہ شرعی معلومات کے بغیر جب کسی کام میں مال خرچ کرتا ہے تو اس میں اِسراف کے کئی پہلو ہوتے ہیں لیکن اسے اپنی جہالت کی وجہ سے اِحساس تک نہیں ہوتا۔

— اسراف کا دوسرا سبب غرور و تکبر ہے۔ بسا اوقات دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے بے جا دولت خرچ کی جاتی ہے

— اسراف کا تیسرا سبب اپنی واہ واہ کی خواہش ہے۔ دوسروں سے داد وصول کرنے لیے پیسے کا بے جا استعمال ہمارے معاشرے میں عام ہے۔

— اسراف کا چوتھا سبب شہرت کی خواہش ہے۔ بے حیائی پر مشتمل فنکشن اور اس طرح کی دیگر خرافات میں خرچ کی جانے والی رقم کا اصل سبب شہرت کی طلب ہی ہے۔

— اسراف کا پانچواں سبب غفلت اور لاپرواہی ہے۔ انسان کو یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ فلان کام میں خرچ کرنا اسراف ہے لیکن بعض اوقات اپنی غفلت اور لاپرواہی کی بناء اسراف میں مبتلا ہو جاتا ہے، وضو کا پانی استعمال کرنے میں نل کھلا چھوڑ دینا ، گھر ،آفس وغیرہ میں بجلی پر چلنے والی اشیاء کو سستی کی وجہ سے کھلا چھوڑ دینا بھی اسی سبب کا نتیجہ ہیں۔

اسراف کے اثرات

اسراف کے اثرات دو طرح کے ہیں

- ذاتی اثرات
- معاشرتی اثرات

ذاتی اثرات

ذاتی اثرات سے مراد وہ اثرات ہیں جن کا اثر فرد کی ذات پر ہو جیسے

— بلاوجہ مقروض رہنا،

— خود نمائی کا گناہ،

— حب دنیا، حب جاہ کا جمع ہونا۔

— خواہ مخواہ کی جائیدادیں،

— محل کی طرز پر مکان بنانا،

— فضول اشیاء ملکیت میں لیتے رہنا

معاشرتی اثرات

اسراف کے معاشرے پر درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں

— شکاری کتے پالنا جن کی وجہ سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے،

— باز رکھنا، گھوڑے رکھنا، اور دیگر فضولیات میں مبتلا ہو کر مال واسباب میں اسراف ہوتا ہے۔

— نام و نمود کیلئے غیر مستحق لوگوں کو تحفہ تحائف دینا، کسی سے تعریف کروانے کیلئے پیسے دینا، شادی میں فضول اخراجات کی وجہ سے اسراف کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

— شریعت کی اہمیت کا کم ہونا، اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری، دینی شعائر سے بے رغبتی، کسب حرام، ہوس پرستی، خواہش کی تکمیل کے پیچھے فکر آخرت کم ہو جانا، غفلت کے نقصانات اور دیگر فساد اسراف کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔

—

اسراف کا علاج

اسراف کا علاج یہ امور ہیں

—— اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ غرور و تکبر کے نقصانات پر غور و فکر کرے اور اس سے بچنے کی کوشش کرے، متکبر شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہے، خود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے متکبر کے لیے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، احادیث میں متکبر کو بدترین شخص قرار دیا گیا ہے، متکبر کو کل بروز قیامت ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، جس کے دل میں تھوڑا سا بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

—— اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ لوگوں سے تعریفی کلمات سننے کی خواہش کو اپنی ذات سے ختم کرے اور یہ ذہن بنائے کہ لوگوں میں معزز ہونا کوئی معنٰی نہیں رکھتا بلکہ سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی وپرہیز گار ہے۔

—— بندہ حب جاہ کے اسباب وعلاج کا مطالعہ کرے۔

—— اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ دولت کو نیکی کے کاموں میں کرنے کی عادت بنائے اور اخلاص اپنانے کی کوشش کرتا رہے، وقتی شہرت کے بدلے بروز محشر ملنے والی دائمی ذلت ورسوائی کو پیش نظر رکھے، نیز یہ ذہن بنائے کہ مجھے مال ودولت خرچ کر کے لوگوں کی نظر میں مشہور ہونے کی بجائے نیک اعمال کر کے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سُرخُرو ہونا ہے۔

—— اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر احساس پیدا کرے، دنیا میں غفلت ولاپرواہی کی بنا پر ہونے والے گناہوں پر آخرت کے مواخذے کو پیش نظر رکھے اور اپنی اس غفلت ولاپرواہی کو دور کرے، نیز اپنے دل میں ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کا احساس پیدا

کرے، نیز اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ آج اگر میں نے نعمتوں کی ناشکری کی تو ہو سکتا ہے مجھ سے یہ نعمتیں چھین لی جائیں ، لہٰذا میں ان نعمتوں پر اسراف سے بچتے ہوئے شکر کروں گا تا کہ ان میں مزید اضافہ ہو۔

یہ کام اسراف جیسی بدترین مرض کا معمولی علاج ہے اور اس کے مکمل علاج اور اس مرض سے مکمل چھٹکارے کے اُسلوب کو سمجھنے کے لیے ہماری تصانیف بشمول الأربعین فی احتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعة ،الأربعین فی فضل الذکر والتقرب الی اللہ تعالیٰ،الأربعین فی معرفة النفس وتزکیتها، الأربعین فی الامراض الطبعیة والوقایة منها ملاحظہ فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف اور بزرگی والا ہے،اے اللہ ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف اور بزرگی والا ہے۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِی الْیَأْسِ

جب حسبِ منشاء نتیجہ نہ آئے تو اس سے دل میں ترک عمل اور ترک کردار اس کو مایوسی کہتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل واحسان سے خود کو محروم سمجھنا "مایوسی" ہے۔

مایوسی کا حکم

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو کر گناہوں میں مشغول ہو جانا ناجائز و حرام اور کبیرہ گناہ ہے، رحمت الٰہی سے مایوسی بعض صورتوں میں کفر بھی ہے۔ بعض اوقات مختلف آفات، دُنیاوی معاملات یا بیماری کے معالجات و اخراجات وغیرہ کے سلسلے میں آدمی ہمّت ہار کر مایوس ہو جاتا ہے اِس طرح کی مایوسی کفر نہیں۔ رحمت سے مایوسی کے کفر ہونے کی صورتیں یہ ہیں : اللہ تعالیٰ کو (معاذاللہ) قادِر نہ سمجھے یا اللہ تعالیٰ کو عالم نہ سمجھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں انسان کی جبلت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے،

> وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ[1]
>
> ترجمہ: اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے بدلہ اس کا جو اُن کے ہاتھوں نے بھیجا جب بھی وہ نااُمید ہو جاتے ہیں۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو دوسری انداز میں بیان فرمایا،

> لَا يَسْاَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۖ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ[2]
>
> ترجمہ: آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا اور کوئی بُرائی پہنچے تو نااُمید آس ٹوٹا

[1] الروم، 30:33

[2] حم السجدۃ، 41: 49

قرآن کریم میں اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے جس میں اس بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ انسان کو اس کی خواہش کے مطابق سب کچھ ملتا رہے تو وہ بہت ہی خوش رہتا ہے لیکن اسی کے اعمال کے نتیجے میں اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو اس کا اپنے رب سے اعتماد ہی کمزور اور بعض اُوقات ختم ہو جاتا ہے۔اور کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے سے مایوس ہونے کی بجائے جرائم کی کثرت کے باوجود اپنی ذات سے معافی کے ذریعے کامل تعلق قائم رکھنے کی نوید سنائی ہے۔

> قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ۔اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا۔اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ[1]
>
> ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی وسعت بیان فرمائی کہ میرا کوئی بندہ کتنا ہی میری نافرمانی میں آگے نکل جائے لیکن اس کے لیے میری رحمت کے لیے دروازے کھلے ہیں۔

اتنی وسعتِ رحمت کے باوجود پھر بھی مایوس ہونے والے انسان کو اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا۔

> قَالَ وَمَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ[2]
>
> ترجمہ: اپنے ربّ کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے۔

---

[1] الزمر،39: 53

[2] الحجر،15: 56

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ سے مایوسی کو گمراہوں کا شیوہ قرار دیا ہے۔ایک اور مقام پر مایوسی کو کفار کا شعار قرار دیا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللهِ۔اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ[1]

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ناامیدی کو کفار کا شعار بتایا ہے۔

مایوسی کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے

عَنْ أَبِي رَزِينٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ضَحِكَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ قُنُوطِ عِبَادِهِ، وَقُرْبِ غِيَرِهِ وَقَالَ: قُلْتُ: أَوَيَضْحَكُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ :لَنْ نُعْدَمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ خَيْرًا[2]

ترجمہ: حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'': ہمارا رب اپنے بندوں کے مایوس ہونے سے ہنستا ہے جب کہ اللہ کی طرف سے ان کی حالت بدلنے کا وقت قریب ہوتا ہے''، وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا رب ہنستا ہے آپ ﷺ نے فرمایا'' :ہاں''، تومیں نے عرض کیا: تب توہم ایسے رب کے خیر سے ہرگز محروم نہ رہیں گے جو ہنستا ہے

[1] یوسف،12: 87

[2] سنن ابن ماجه، بَابُ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ، رقم الحديث:131

اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کی صفت ضحک کو بیان کیا گیا ہے اس کی کیفیت سے کوئی واقف نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ضحک کیسا ہے کیونکہ اس کا ضحک ہم انسانوں جیسا نہیں اس لیے اسکا ضحک اس کی شان کے لائق یا بلا کیف کہا جائے گا۔ بہر حال ہمارا اس حدیث کو ذکر کرنا مایوسی کے بارے میں ہے

دوسری حدیث پاک ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: ''کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، '' اللہ عزَّوَجلَّ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، اس کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا اور یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔[1]

ان احادیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ مایوسی کتنا برا عمل ہے۔

مایوسی کی وجوہات

مایوسی کی درجہ ذیل وجوہات ہیں

— مایوسی کا پہلا سبب جہالت ہے کہ بندہ اپنی جہالت اور کم علمی کے سبب رحمت الٰہی سے مایوسی جیسے موذی گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

— مایوسی کا دوسرا سبب بے صبری ہے۔ کسی آزمائش یا مصیبت پر بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے واویلا کرنے سے رحمت الٰہی سے مایوسی پیدا ہوتی ہے۔

— مایوسی کا تیسرا سبب دوسروں کی پر آسائش زندگی پر نظر رکھنا ہے۔ جب بندہ کسی کی پر آسائش زندگی پر غور و فکر کرتا ہے تو اسے اپنی زندگی پر سخت تشویش ہوتی ہے یوں بندہ رحمت الٰہی سے مایوس ہو جاتا ہے

— مایوسی کا چوتھا سبب بری صحبت ہے۔ جب بندہ ایسے دنیادار لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے جو خود مایوسی کا شکار ہوتے ہیں تو ان کی صحبت کی وجہ سے یہ بھی مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔

---

[1] الزواجر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، ج:1، ص:22

مایوسی کے اثرات

مایوسی کے یہ اثرات ہیں

— قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں ناامیدی پر تنبیہ کی گئی ہے۔

— بندگی میں ضعف آجاتا ہے یعنی بندگی میں کمی آجاتی ہے۔

— مایوس انسان بے عمل بن جاتا ہے۔

— ایسا انسان خود غرض بن جاتا۔

— مایوس انسان بے مروت بن جاتا ہے۔

— مایوسی قساوت قلبی کی بڑی وجہ ہے۔

— بعض اُوقات مایوسی اتنی بڑھ جاتی ہے انسان خودکشی جیسا اقدام اٹھالیتا ہے۔

— مایوسی بے سکون کر دیتی ہے جس کی وجہ سے انسان نشہ اور دیگر بے راہ روی جیسے مسائل میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

— مایوس انسان کا دل اچاٹ ہوا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ بداخلاق اور بے ادب ہوتا ہے حتیٰ کہ والدین اور اساتذہ کا بے ادب بن جاتا ہے۔

— مایوسی کی وجہ سے لوگ حضور ﷺ اور اولیاء کے بارے میں بدعقیدہ ہو جاتے ہیں، شفاعت کے منکر بن جاتے ہیں۔

— مایوسی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیتی ہے۔

— انتقام کا جذبہ مایوسی ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

— مایوس انسان ناشکری کرتے ہوئے کفریہ کلمات بول کر کفر تک پہنچ جاتا ہے۔

— بے حسی، سنگدلی، رشتوں سے دوری مایوسی کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔

مایوسی کا علاج

مایوسی کا علاج ان اُمور پر عمل پیرا ہونے سے ممکن ہے

— **احساس**: اس کا ضرر محسوس کرنا کہ مجھے تو، توکل اور اعتماد کا حکم دیا گیا ہے جب کہ میرا عمل اس کے مخالف ہے۔

— **علم**: اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم بھی حاصل کرے، قرآن وحدیث کا علم حاصل کرے، جہنم میں لے جانے والے اعمال اور ان پر ملنے والے عذابات پر غور وفکر کرے تاکہ اس کے دل میں خوف آخرت پیدا ہو، جنت میں لے جانے والے اعمال اور ان پر ملنے والے عظیم اجر وثواب پر نظر رکھے تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کاملہ پر اس کا یقین مزید پختہ ہو جائے اور مایوسی اس سے دور بھاگ جائے۔

— **صبر**: مصیبتوں پر صبر کرنے کی عادت ڈالے کیوں بے صبری کی وجہ سے نکلنے والے کلمات بسا اوقات ''کفریات'' پر مشتمل ہوتے ہیں جو ایمان کو برباد کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ کسی بھی تکلیف یا مصیبت پر بندہ یہ سوچے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس آزمائش میں مبتلا کیا ہے تو میں اس پر بے صبری کا مظاہرہ کرکے اجر وثواب کیوں ضائع کروں؟ بلکہ میں اس کی رحمت کاملہ پر نظر رکھوں اور اس مصیبت یا پریشانی سے نجات کے لیے اس کی بارگاہ میں التجا کروں۔

— **قناعت**: بندہ دوسروں پر نظر رکھنے کے بجائے اپنی زندگی پر غور وفکر کرے، ربّ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے قناعت اختیار کرے، یہ سوچے کہ جس ربّ نے اسے پر آسائش زندگی عطا فرمائی ہے یقیناً وہ مجھے ویسی ہی زندگی عطا کرنے پر قادر ہے لیکن یہ اس کی مشیت ہے اور میں اس کی مشیت پر راضی ہوں۔ نیز بندہ اس بات پر بھی غور کرے کہ جو شخص دنیا میں جتنی بھی پر آسائش زندگی بسر کرے گا ہو سکتا ہے کل بروز قیامت اسے اتنا ہی سخت حساب

وکتاب دیناپڑے، لہٰذا پرآسائش زندگی کی خواہش کرنے کے بجائے سادہ طرز زندگی اپنانے ہی میں عافیت ہے۔

—— **صحبت صالح:** جب بندہ ایسے دنیادار لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے جو خود مایوسی کا شکار ہوتے ہیں توان کی صحبت کی وجہ سے یہ بھی مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ سب سے پہلے ایسے لوگوں کی صحبت ترک کر کے نیک پرہیز گار اور متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرے، اللہ والوں کے پاس بیٹھے تاکہ مایوسی کے سیاہ بادل چھٹ جائیں اور رحمت الٰہی پر یقین کی بارش نازل ہو۔

—— **دائمی استغفار:** اس طرح کہ گذشتہ مایوسی کی معافی اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ پر استقامت کی مدد و نصرت مانگنا۔

—— **ترک غفلت:** لاپرواہی، تساہل، سے اجتناب کرنا اور ہمہ وقت اللہ پر بھروسہ کرنا۔

—— صحابہ کرام، سلف صالحین کے توکل علی اللہ کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

گذشتہ باتیں مایوسی جیسی بدترین مرض کا معمولی علاج ہے، اس مرض سے مکمل چھٹکارے کے اُسلوب کو سمجھنے کے لیے ہماری تصانیف بشمول الأربعین فی احتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعة، الأربعین فی فضل الذکر والتقرب الی اللہ تعالیٰ، الأربعین فی معرفة النفس وتزکیتها ملاحظہ فرمائیں۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِی التَّجَسُّسِ

لوگوں کی خفیہ باتیں اور عیب جاننے کی کوشش کرنا تجسس کہلاتا ہے۔[1] یعنی جاسوسی کرنا، کسی کی ٹوہ میں رہنا، یہ عیب جوئی کا دوسرا نام ہے۔

کوئی آدمی جس چیز کو چھپانا چاہتا ہے اس کو جاننے کی کوشش کرنا تاکہ اس کو سننے کے بعد نشر کر سکے تجسس کہلاتا ہے۔

اللہ پاک نے تجسس کی ممانعت کے بارے میں ارشاد فرمایا،

لَا تَجَسَّسُوْا[2]

ترجمہ: عیب نہ ڈھونڈو۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں، "یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چھپے حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ستّاری سے چھپایا۔"[3]

حدیث پاک ہے رسول اللہ ﷺ نے تجسس اور دیگر برائیوں سے روکتے ہوئے ارشاد فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا[4]

[1] احیاء العلوم، ج:2، ص:643

[2] الحجرات،49: 12

[3] خزائن العرفان تحت سورۃ الحجرات، الآیۃ:12

[4] صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب تعلیم الفرائض، رقم الحدیث: 6724

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو، کیونکہ گمان بدظنی سب سے جھوٹی بات ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کی برائی کی تلاش میں نہ لگے رہو نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرو، بلکہ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔

اللہ تعالیٰ کو دوسروں کے عیوب پر پردہ پوشی پسند ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ[1]

ترجمہ: حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنی زبان سے اور حال یہ ہے کہ ایمان اس کے دل میں داخل نہیں ہوا ہے مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو، اس لیے کہ جو ان کے عیوب کے پیچھے پڑے گا، اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اسے اسی کے گھر میں ذلیل ورسوا کردے گا"۔

ان روایات کی روشنی میں تجسس کی برائی بالکل واضح ہے کہ کتنا بڑا مرض ہے۔ البتہ کچھ پہلو ایسے ہیں جن میں جاسوسی کی گنجائش ہے بلکہ لازم ہے۔

تجسس اور جاسوسی میں فرق

رضائے خدا کیلئے جاسوسی جائز بلکہ درست ہے اس لیے کہ اس میں کفار کی خفیہ سازشوں پر اطلاع پاکر ان کے اسلام کے منصوبوں کو ناکام کرنا مقصود ہوتا ہے، اسلام کی بھلائی اور سربلندی مقصود ہوتی ہے اس لیے

[2] سنن ابی داؤد، كِتَاب الْأَدَبِ، باب فِي الْغِيبَةِ، رقم الحديث: 4880

وہ جاسوسی محمود ہے جبکہ تجسس میں دوسرے مسلمانوں کے عیبوں کو ڈھونڈ کر انکو پھیلانا مقصود ہوتا ہے اس لیے یہ حرام ہے۔

تجسس کی وجوہات

درجہ بالا اُمور تجسس کا سبب بنتے ہیں

— **بغض:** تجسس کا ایک سبب بغض و کینہ اور ذاتی دشمنی ہے۔ جب کسی مسلمان کا بغض و کینہ دل میں آجاتا ہے تو اس کا سیدھا کام بھی الٹا دکھائی دیتا ہے یوں نظریں اس کے عیوب تلاش کرنے میں لگی رہتی ہیں

— **حسد:** تجسس کا ایک سبب حسد ہے کیوں کہ حاسد کسی بھی قیمت پر محسود)یعنی جس سے حسد کیا جائے اس (کی عزت افزائی کی خواہش نہیں کرتا، بلکہ ہر وقت اس کی نعمت چھن جانے کی خواہش رکھتا ہے۔ لہٰذا حاسد عیب تلاش کرکے محسود کو بدنام کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

— **چغل خوری:** تجسس کا ایک سبب چغل خوری کی عادت ہے۔ محبتوں کے چور چغل خور کو کسی نہ کسی منفی پہلو کی ضرورت ہوتی ہے اسی لیے وہ ہر وقت مسلمانوں کے پوشیدہ عیوب کی تلاش میں لگا رہتا ہے، پھر یہ عیب اِدھر اُدھر بیان کرکے فتنے کا باعث بنتا ہے۔

— **تملق /چاپلوسی:** تجسس کا ایک سبب چاپلوسی کی عادت ہے۔ بعض افراد اپنے ہم منصب کے عیوب بلاضرورتِ شرعی اپنے افسر یا نگران وغیرہ تک پہنچا کر اپنا اعتماد قائم کرتے اور ذاتی مفادات بھی حاصل کرلیتے ہیں ،ایسے لوگوں کی ترقی کا تمام تردار و مدار ''چاپلوسی'' پر ہوتا ہے۔

— **نفاق:** تجسس کا پانچواں سبب نفاق ہے اسی لیے امام غزالی فرماتے ہیں: ''مومن ہمیشہ اپنے دوست کی خوبیوں کو سامنے رکھتا ہے تاکہ اس کے دل میں عزت، محبت اور احترام پیدا ہو جبکہ منافق ہمیشہ بُرائیاں اور عیوب دیکھتا ہے۔[1]

— **حب دنیا، حب جاہ:** تجسس کا چھٹا سبب شہرت اور مال ودولت کی ہوس ہے۔ دوسروں کے عیب واضح کر کے شہرت حاصل کرنا آج کل ایک منافع بخش کاروبار بن چکا ہے، آج کل لوگوں نے کئی ایسے ذرائع اختیار کیے ہوئے ہیں جن میں پہلے تو مسلمانوں کے عیوب تلاش کیے جاتے ہیں پھر دیگر ذرائع سے اُس کی تشہیر کر کے سستی شہرت اور مالی نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

— **منفی سوچ:** تجسس کا ایک سبب ''منفی سوچ'' ہے کہ جب کوئی شخص منفی سوچ کا حامل بن جاتا ہے تو پھر وہ تجسس جیسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کے عیوب کو تلاش کرنا اس کا وطیرہ بن جاتا ہے۔

تجسس کے اثرات

تجسس کے اثرات درج ذیل ہیں،

— **ہلاکت:** (عیب جوئی) کریدنا باعثِ ہلاکت ہے۔

— **پستی:** تجسس سے طبیعت میں پستی آجاتی ہے۔

— **بے مروتی:** تجسس والا انسان بے مروت بن جاتا ہے۔

— کیفیت مردانہ سے زنانہ یعنی مردوں میں عورتوں کی بری صفات آتی ہیں۔

— **بے غیرتی:** غیرتِ ایمانی ختم ہو جاتی ہے۔

---

[1] احیاء العلوم، ج:2، ص:1168

— **بداعتمادی:** متجسس قابل بھروسہ نہیں رہتا۔

— **بے عزتی:** دوسروں کے عیوب ڈھونڈنے والا اپنی عزت ختم کر بیٹھتا ہے۔

— **فریب دہی:** متجسس اصل میں دھوکہ دیتا ہے اس کو جس کے عیب ڈھونڈتا ہے۔

— **غیبت:** متجسس کسی عیب کی تلاش کے بعد اپنی طبیعت کے سکون کے لیے اسے دوسروں کے ساتھ ذکر کرکے غیبت کا مرتکب ہوتا ہے۔

— **بہتان:** متجسس کو عیب ڈھونڈنے کی عادت ہوتی ہے جب نہ ملیں تو غلط باتوں کو منسوب کرکہ بہتان کا مرتکب ہوتا ہے۔

تجسس کا علاج

درج ذیل امور تجسس کا علاج ہیں

— **ضرر محسوس کرنا:** تجسس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہی کا ڈر اپنے اندر پیدا کرنا۔

— **خوف:** دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا کہ مجھے تو پردہ پوشی کا حکم ہے جب کہ میرا عمل اس کے مخالف ہے۔

— **دائمی استغفار:** اس طرح کہ گذشتہ تجسس کی معافی اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ پر استقامت کی مدد و نصرت مانگنا۔

— **اکرام مسلم:** دوسرے مسلمان کے لیے دل میں احترام جذبہ پیدا کرنا۔

— صحابہ کرام، سلف صالحین کے چشم پوشی کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

گذشتہ اُمور تجسس جیسی خطرناک مرض کا عارضی علاج ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ جو نیکی کے کام نماز، ذکر، صدقہ و خیرات کرتے ہیں اس کے باوجود تجسس معاشرے کے اکثر افراد میں پایا جاتا ہے، اس مرض سے مکمل چھٹکارے کے لیے اس کتاب کے آخری باب کو بغور پڑھیں۔اور اس مرض

سے مکمل نجات حاصل کرنے کا طریقہ سیکھنے کے لیے ہماری تصانیف بشمول الأربعین فی احتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعة ،الأربعین فی فضل الذکر والتقرب الی اللہ تعالیٰ،الأربعین فی معرفة النفس وتزکیتها ملاحظہ فرمائیں۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ O

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

(التّوبة، 9:128)

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِیْ کَسْبِ الْحَرَامِ

ہر ممنوع چیز کا حاصل کرنا کسب حرام کہلاتا ہے۔ کسب دراصل عربی زبان کا لفظ ہے جسکا معنٰی ہے "کمانا"

کسب کی دو اقسام ہیں،

1: کسبِ حرام

2: کسبِ حلال

کسبِ حرام

کسبِ حرام دو الفاظ سے مرکب ھے جسکا معنٰی ہے "حرام کمانا"۔

حرام مال کی کمائی سے اور اسکے کھانے سے قرآن وحدیث میں بہت سختی سے ممانعت نازل ہوئی ہے۔

ارشاد باری تعالٰی ہے

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ [1]

ترجمہ: اے! لوگوں جو تم ایمان لائے ہو نہ کھاؤ مال اپنے مابین باطل (حرام) طریقوں سے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالٰی پاک نے ارشاد فرمایا

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ [2]

ترجمہ: جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

[1] النساء،04: 29

[2] النحل،16: 114

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسب حرام سے بچنے اور کسب حلال کا حکم دیا ہے۔ انسانیت میں سب سے معزز و مکرم حضرات انبیاء کرام اور رسل علیہم السلام ہیں ان میں سے حضور ﷺ سب سے افضل و اعلیٰ ذات کریمہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل (علیہم السلام) کی مقدس جماعت کو قرآن مجید میں خطاب فرمایا۔

> یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ[1]
>
> ترجمہ: اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی و رسول (علیہم السلام) کے ساتھ اس کے زمانہ میں یہ خطاب کیا اور اس کو یہ ندا اور نصیحت فرمائی اور یہاں پر اس کو جمع کے صیغے سے اس لئے ذکر کیا گیا ہے تاکہ سننے والا یہ جان لے کہ یہ وہ حکم ہے جو تمام انبیاء و رسل (علیہم السلام) کو دیا گیا اور سب کو اس حکم کی وصیت کی گئی ہے اس لئے یہ حکم اس لائق ہے کہ تمام امتیں اس حکم پر مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہوں، مقصود انبیاء و رسل علیہم السلام کی وساطت سے انکی امتوں تک پیغام پہنچانا ہے کہ رزق حلال وطیب کھائیں اور حرام و ناپاک رزق سے پرہیز کریں اور اعمال صالحہ کریں۔

مذکورہ بالا آیات مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رزق حلال وطیب کھانے سے نیکیوں اور عمل صالح کی توفیق ملتی ہے، گویا کہ رزق حرام سے بچنے والے انسان کیلئے نیک اعمال کرنے آسان ہو جاتے ہیں، رزق حلال سے تقوی و طہارت کا حصول ہوتا ہے۔ اور رزق حلال وہ عظیم دولت ہے کہ جس کو یہ حاصل ہو جائے اُسے اور کچھ نہ ملے تو کوئی پرواہ نہیں، یعنی انسان رزق حلال کی برکت سے نقصان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

---

[1] مومنون، 23:51

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: أُعِيذُكَ بِاللهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي، فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ فَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ، يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ الصَّلَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى[1]

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :اے کعب بن عجرہ! میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں ایسے امراء و حکام سے جو میرے بعد ہوں گے، جو ان کے دروازے پر گیا اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کی، اور ان کے ظلم پر ان کا تعاون کیا، تو وہ نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں اور نہ وہ حوض پر میرے پاس آئے گا۔ اور جو کوئی ان کے دروازے پر گیا یا نہیں گیا لیکن نہ جھوٹ میں ان کی تصدیق کی، اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کی مدد کی، تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ عنقریب حوض کوثر پر میرے پاس آئے گا۔ اے کعب بن عجرہ! صلاۃ دلیل ہے، صوم مضبوط ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اے کعب بن عجرہ! جو گوشت بھی حرام سے پروان چڑھے گا آگ ہی اس کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

[1] سنن ترمذی، ابواب السفر، باب مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ، رقم الحديث: 614

دوسری حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَا تَسْتَبْطِئُوا الرِّزْقَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَبْدٌ لِيَمُوتَ حَتَّى يَبْلُغَ آخِرَ رِزْقٍ هُوَ لَهُ، فَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ: خُذُوا الْحَلَالَ وَاتْرُكُوا الْحَرَامَ[1]

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' :رزق کو مؤخر نہ سمجھو، کوئی آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اپنے)مقدر میں لکھے ہوئے (رزق کی تکمیل نہیں کر لیتا۔ اعتدال کے ساتھ طلب کرو یعنی حلال چیز استعمال کرو اور حرام کو ترک کرو۔

دوسری حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ خَمْسًا، وَقَالَ: اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ، وَأَحْسِنْ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' : کون ایسا شخص ہے جو مجھ سے ان کلمات کو سن کر ان پر عمل کرے یا ایسے شخص کو سکھلائے جو ان پر عمل کرے''، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ ! میں ایسا کروں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان پانچ باتوں کو گن کر بتلایا'' : تم حرام چیزوں سے بچو، سب

[1] اخرجه ابن حبان فی صحيحه، النوع الثالث والأربعون ، ذكر الزجر عن استبطاء المرء رزقه مع ترك الإجمال فی طلبه، رقم الحديث: 2332 والبيهقی فی السنن، كتاب البيوع ، باب الإجمال فی طلب الدنيا وترك طلبها بما لا يحل ، رقم الحديث: 10404

[2] سنن ترمذی، كتاب الزهد عن رسول الله ﷺ، باب مَنِ اتَّقَى الْمَحَارِمَ فَهُوَ أَعْبَدُ النَّاسِ، رقم الحديث: 2305

لوگوں سے زیادہ عابد ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم شدہ رزق پر راضی رہو، سب لوگوں سے زیادہ بے نیاز رہو گے، اور اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرو پکے سچے مومن رہو گے۔اور دوسروں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو سچے مسلمان ہو جاؤ گے اور زیادہ نہ ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کی بندگی واطاعت میں رزقِ حلال کی بڑی بنیادی حیثیت ہے کہ تقویٰ وخوفِ خدا کا سب سے اہم پہلو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا ہے اور نافرمانی کے کاموں میں رزقِ حرام نہایت شدید اور گھناؤنا ہے۔افسوس کہ لوگ حلال وحرام کمائی کا خیال کرنے میں بہت بے پرواہو چکے ہیں اور حدیث میں بیان کردہ زمانے کے آثار نظر آتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسازمانہ بھی آئے گا جب آدمی یہ پروانہیں کرے گا کہ وہ جو کچھ حاصل کر رہا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے۔[1]

حلال کمانے کی بہت فضیلت ہے، رزقِ حلال کھانے والا جنّتی ہے چنانچہ نبیّ کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص پاکیزہ یعنی حلال چیز کھائے اور سنت کے مطابق عمل کرے اور لوگ اسکے شر سے محفوظ رہیں تو وہ جنّت میں داخل ہو گا۔[2]

رزقِ حلال کھانے والے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات بنادے (یعنی میری سب دعائیں قبول ہوں) تو رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: لقمہَ حلال اپنے لئے لازم کرلو تو مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات ہو جاؤ گے۔[3]

[1] صحیح البخاری، کِتَابُ الْبُیُوعِ، بَابُ مَنْ لَمْ یُبَالِ مِنْ حَیْثُ کَسَبَ الْمَالَ، رقم الحدیث: 2059

[2] ترمذی، ج4، ص233، رقم الحدیث: 2528

[3] معجم اوسط، ج5، ص34، حدیث: 6495 / الترغیب والترھیب، ج2، ص345، حدیث: 8

کسب حرام کی مختلف صورتیں

اسلام نے حصول معاش کے لئے قواعد وضوابط مرتب کئے ہیں، کسی بھی تاجر یا معاشی مسابقت میں حصہ لینے والے کو آزاد نہیں چھوڑا کہ جب چاہے اور جس طرح چاہے مال حاصل کر کے اپنی تجوری بھرتا چلا جائے اور دوسرے لوگ اس میدان میں پیچھے رہ جائیں یا نقصان اٹھاتے رہیں بلکہ ہر ایک کو حق عطا کیا گیا کہ معاش کے لئے کوشش کرے اور جائز قسم کا کوئی بھی ذریعہ معاش اختیار کرے جس میں دھوکہ، خیانت، سود، نقصان، رشوت، کالا بازاری، قمار بازی، حرام کاری اور بے ایمانی کا دخل نہ ہو۔ ساتھ ہی دو باتوں کا ضرور خیال کرنا چاہئے پہلی تو یہ کہ اگر ذریعہ آمدنی جائز ہے تو کسی بھی پیشہ و عمل کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے اور دوسری یہ کہ اللہ تعالی پر روزی کے تئیں مکمل اعتماد کر کے دولت دنیا کی حرص لئے بغیر جائز طریقے سے کسب معاش میں جد وجہد کرنا چاہئے۔

ان بنیادی باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سطور میں ان ذرائع کا ادراک کریں جو اسلامی نظام معیشت کے خلاف ہے۔

سودی کاروبار

سود قطعی طور پر حرام ہے، سود کو قرآن کریم نے اتنا سنگین گناہ قرار دیا ہے کہ کسی اور گناہ کو اتنا سنگین گناہ قرار نہیں دیا، شراب نوشی، خنزیر کھانا، زناکاری، بدکاری وغیرہ کے لیے قرآن کریم میں ایسی سخت وعید نہیں آئی جو سود کے لیے آئی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبَا إِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَرَسُوْلِهِ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود کا جو حصہ بھی رہ گیا ہو اس کو چھوڑ دو، اگر تمہارے اندر ایمان ہے۔ اگر تم سود کو نہیں چھوڑو گے، تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو یعنی ان کے لیے اللہ کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ رضی اللہ عنهما غَسِیلِ الْمَلَائِکَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِرْهَمٌ رِبًا یَأْکُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ یَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِینَ زَنْیَةً[2]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما (جن کے والد حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ ہیں) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانتے بوجھتے سود کا ایک درہم کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

لہذا ایمان والوں کو ہر اس پیشے سے دور رہنا ہے جس میں سود کی آمیزش ہو۔ سودی کام پہ کسی کی مدد کرنا بھی ویسے ہی جیسے سودی کاروبار کرنا اس لئے سود پہ کسی طرح کا تعاون بھی نہیں پیش کرنا ہے۔

جوے کا کاروبار

جوا ایک مذموم کھیل ہے اس کھیل میں ایک کو زبردست خسارہ ہوتا ہے جبکہ دوسرا فریق بغیر کسی محنت وتعب کے بہت سارا مال ومتاع جیت لیتا ہے اس میں لوگ نہ جانے کیا کیا ہار جاتے ہیں، مال و

---

[1] البقرۃ، 02: 278/ 279

[2] مسند احمد، تتمة مسند الأنصار، رقم الحدیث: 21957، مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، رقم الحدیث: 2825

متاع، گھر اور بیوی تک ہار کر شرمندگی اٹھاتے ہیں، یہی شرمندگی اگر ابتداء ہی میں محسوس کریں تو پھر جوا کھیلنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ جوا ایک طرح کا نشہ ہوتا ہے جو بمشکل ختم ہوتا ہے یہ نشہ اس وقت تک شیطان بن کر اس کی کھوپڑی میں گھسا رہتا ہے جب تک کہ اس کی کٹیا نہ ڈوب جائے۔ یہ ایک طرح کا دھوکہ اور فریب کاری ہے اسلام میں فریب کاری تو ممنوع ہے ہی جوا کی بھی منصوص طور پر حرمت ثابت ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بشمول شراب، جوئے کے پانچ اشیاء کی حرمت کا اعلان فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو شراب اور جُوا اور بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ

جوا کی حرمت کے مقاصد

جوا کی حرمت کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں۔

- اسلام چاہتا ہے کہ اکتساب مال کے سلسلہ میں مسلمان سنن الٰہی کا متبع ہو اور نتائج کو اسباب کے ذریعہ حاصل کرے اور جوا جس کی ایک قسم لاٹری ہے انسان کو بخت واتفاق اور خالی آرزؤں پر بھروسہ کرنا سکھاتا ہے جبکہ اسلام عمل، جدوجہد اور ان اسباب پر بھروسہ کرنا سکھاتا ہے جنہیں اللہ نے پیدا فرمایا ہے اور ان کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

[1] المائدۃ، 05:90

- اسلام انسان کے مال کو محترم ٹھہراتا ہے اوراس کے لینے کی جائز صورت یہ ہے کہ یا تو جائز طریقہ پر لین دین ہو یا کوئی شخص اپنی رضامندی سے ہبہ یا صدقہ کرے۔رہا قمار کے ذریعہ مال حاصل کرنا تو وہ باطل طریقہ پر مال کھانے کے مترادف ہے۔
- اس سے جوا کھیلنے والوں کے درمیان بغض وعداوت پیدا ہوتی ہے اگرچہ وہ زبانی طور پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوں کیونکہ ان کا معاملہ ہمیشہ غالب اور مغلوب کے درمیان رہتا ہے اور جب مغلوب خاموشی اختیار کرتا ہے تو اس کی خاموشی غیظ وغضب لئے ہوئے ہوتی ہے کیونکہ وہ نقصان اٹھا چکا ہوتا ہے۔
- بازی ہار جانے کی صورت میں مغلوب دوبارہ جوا کھیلنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اس امید پر کہ شاید اب کی بار نقصان کی تلافی ہوگی،اسی طرح غالب کو غلبہ کی لذت دوبارہ بازی لگانے اور مزید نفع بٹورنے پر آمادہ کرتی ہے۔
- بنابریں یہ شوق جس طرح فرد کے لئے خطرہ کا باعث ہے اسی طرح سماج کے لئے بھی خطرہ کا شدید باعث ہے،یہ ایسا شوق ہے جس میں محنت اور قوت کی بربادی ہے۔

غرض یہ کہ یہ کھیل جوئے بازوں کو بالکل معطل کر کے رکھ دیتا ہے جو زندگی کی محنت سے تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن اس کی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرتے۔

قمار باز ہمیشہ اپنے رب کی عائد کردہ ذمہ داریوں سے غفلت برتتا ہے نیز اپنے نفس اپنے خاندان اور اپنی ملی ذمہ داریوں سے بھی بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

ایسے لوگوں سے کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنے دین،اپنی عزت اور اپنے وطن کو بھی اپنے مفاد کی خاطر بیچ دیں۔لاٹری بھی جواہی کی ایک قسم ہے مگر بعض لوگوں نے اسے ضرورتاً جائز قرار دیا ہے یہ ان کی بڑی بھول ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ لاٹری جوا کی ایک قسم ہی ہے اور جب یہ متحقق ہے کہ لاٹری جوا کی قسم

ہے تو پھر اس کی حرمت پر کوئی کلام نہیں۔ اسکے ذریعہ کمائی ہوئی دولت بھی حرام ہو گی، اس کی بدولت آدمی اللہ کے عتاب سے نہیں بچ سکتا۔

شراب کا کاروبار

شراب کو ''ام الخبائث'' کہا گیا ہے کیونکہ آدمی شراب کی حالت میں کچھ بھی کر سکتا ہے زناکاری کا ارتکاب کر سکتا ہے، کسی کی حرمت پر ڈاکہ زنی کر سکتا ہے اور وہ خودکشی بھی کر سکتا ہے۔ مشہور واقعہ ہے، ایک آدمی کو تین کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا گیا چاہے وہ شراب نوشی کرے یا زناکری کرے یا ایک آدمی کو موت کی گھاٹ اتار دے۔ اس نے تین کام میں شراب نوشی کو پسند کیا اور وہ جب پی لی تو نشہ کی حالت میں زناکاری کا بھی ارتکاب کر لیا اور آدمی کو بھی قتل کر دیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے بہت ساری خرابیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، بیماریاں بھی وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے اللہ کی طرف سے شراب کی حرمت کا اعلان کر دیا ہے،

> كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ[1]
>
> ترجمہ: ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے۔

اور آپ ﷺ نے دیگر نقصان دہ اشیاء کی حرمت کو بھی بیان فرمایا

> إِنَّ اللهَ حَرَّمَ الخَمْرَ، وحَرَّمَ المَيْتَةَ وثَمَنَهَا، وَحَرَّمَ الْخِنْزِيرَ وثَمَنَهُ[2]
>
> ترجمہ: اللہ نے شراب حرام کیا ہے، مردار اور اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا، سور اور اس کی قیمت کو حرام قرار دیا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب بیان أن کل مسکر خمر، وأن کل خمر حرام، رقم الحدیث: 2003

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الإجارة، باب فی ثمن الخمر والمیتة، رقم الحدیث: 3485، المعجم الاوسط، باب الألف، من اسمه احمد، رقم الحدیث: 116

نہ صرف ان چیزوں کی حرمت کو بیان کیا بلکہ ان کے مرتکب پر لعنت کی جیسا کہ حدیث پاک ہے

لَعَنَ اللهُ الْخَمْرَ ، وشَارِبَهَا ، وَسَاقِيَهَا ، وَبَائِعَهَا ، وَمُبْتَاعَهَا ، وَعَاصَرَهَا ، ومُعْتَصِرَهَا ، وحامِلَهَا ، و الْمَحْمُوْلَةَ إِلَيْهِ ، و آكِلَ ثَمَنِهَا[1]

ترجمہ: اللہ تعالی نے شراب پہ، اس کے پینے والے، پلانے والے۔ اسے نچوڑنے والے، جس کے لیے نچوڑی گئی، اس کے بیچنے والے، خریدنے والے، اٹھانے والے، جس کی طرف اٹھائی گئی ہو، اور اس کی قیمت کھانے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔

شراب پینے سے جہاں اسلامی نقطہ نظر سے بہت ساری خرابیاں ہوتی ہیں وہیں طبّی نقطہ نظر سے بھی آدمی متعدد خرابیوں اور بیماریوں کا شکار ہوتا ہے مثلاً۔ محنت کرنے کی صلاحیت ولیاقت ختم ہونے لگتی ہے۔ مالی حالت خراب تر ہو جاتی ہے۔ خون کی رفتار کافی تیز ہو جاتی ہے۔ دل کی دھڑکن بند ہو جاتی ہے۔ آدمی اپنا ہوش کھو بیٹھتا ہے اور اسے کسی چیز کا علم نہیں رہ جاتا۔ آدمی کے اندر گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ خاندانی انتشار بڑھ جاتا ہے۔ دل سے متعلق امراض نمودار ہو جاتے ہیں اور اسی شراب کے استعمال سے کینسر بھی ہو جاتا ہے۔

زناکاری کا دھندا کرنا

زناکاری ایک بدترین کام ہے، اسلام نے اس فعل کو ناجائز اور حرام بتلایا، جو بھی اس کا ارتکاب کرے گا اس پر اسلامی قانون کی رو سے حد جاری کی جائیگی۔ اگر وہ شادی شدہ ہے تو سنگسار کیا جائے گا اور غیر شادی شدہ ہے تو اسے سو کوڑا مارا جائیگا اور ایک سال کے لئے شہر بدر کیا جائے گا یہ قرآن کا حکم ہے۔

---

[1] المعجم الاوسط، باب المیم، باب من اسمه محمود، رقم الاوسط: 7816 1

> اَلزَّانِیَۃُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ[1]
>
> ترجمہ: زناکار عورت اور مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔

دوسری جگہ زناکاری پر ضرب کاری لگاتے ہوئے قرآن گویا ہے۔

> وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا[2]
>
> ترجمہ: خبردار زنا کے قریب بھی نہ بھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا،

> إِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ، كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ، فَإِذَا انْقَطَعَ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ[3]
>
> ترجمہ: جب آدمی زناکا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل سے ایمان خارج ہو جاتا ہے گویا اس کے اوپر سایہ کی طرح رہتا ہے اور جب اس سے باز آجاتا ہے تو ایمان اسکی طرف لوٹ جاتا ہے۔

آج زنا کے لائسنس والے اڈے چلتے ہیں، اس سے خطیر رقم حاصل کی جاتی ہے۔ زناکاری سے جیسے دنیا اور آخرت تباہ ہوتی ہے ویسے ہی اس کی کمائی سے دونوں جہاں برباد ہو جائے گا۔ زناکاری ویسے بھی بدترین خصلت ہے مزید اس سے انسانی نسل تباہ ہو جاتی ہے اور اسکے اثرات خاندان پر بھی برے ثابت ہوتے ہیں۔

یتیم کا مال ہڑپنا

رسول اللہ ﷺ نے یتیم کی اچھی پرورش و پرداخت کرنے کی تلقین کی اور اس کی اچھی طرح خبر گیری کرنے والے کو جنت کی بشارت سنائی، ساتھ ہی ان لوگوں کے لئے وعید بھی سنائی جو یتیم کے مال

---

[1] النور، 24: 24

[2] الاسراء، 17: 32

[3] صحیح أبي داود، كِتَاب السُّنَّةِ، باب الدَّلِيلِ عَلَى زِيَادَةِ الإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ، رقم الحديث: 4690

پر ناجائز قبضہ جمانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا مال ہڑپ کر انہیں گھر سے بے گھر کر دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ[1]

ترجمہ: اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا[2]

ترجمہ: میں اور یتیم کی پرورش و پرداخت کرنے والا جنت میں ایسے رہیں گے جیسے میرے ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی۔

رشوت ستانی

رشوت یہ ہے کہ مال صاحب اقتدار یا سرکاری ملازم کو پیش کیا جائے تاکہ وہ اس کے حق میں یا اس کے حریف کے خلاف فیصلہ یا اس کا کام کرے، یا اس کے حریف کے کام کو مؤخر کر دے۔ یہ بھی کسب معاش کے باطل طریقوں میں سے ہے، قرآن میں مذکور ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ[3]

[1] الانعام، 06: 152

[2] صحیح البخاری، کِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ اللِّعَانِ، رقم الحدیث: 5304

[3] البقرۃ، 02: 188

ترجمہ: اورایک دوسرے کا مال ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم سے اپنا کرلیا کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی الْحُکْمِ[1]

ترجمہ: کسی بھی معاملہ میں رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں رشوت ستانی کی حرمت میں کوئی امر مشتبہ نہیں رہا، رشوت کی خرابی یہ ہوتی ہے کہ حکام کے نزدیک جس کا کام پہلے ہوتا ہے وہ مؤخر کردیا جاتا ہے اور بعد والے کام کو مقدم کردیا جاتا ہے اس سے دونوں فریق میں نزاع پیدا ہوجاتا ہے اور اگر پہلے سے دونوں میں کشیدگی کا معاملہ ہو تو پھر باہمی نزاع کا رنگ گاڑھا ہوجاتا ہے۔

یہاں ایک بات اور غور کرنے کی ہے کہ کچھ لوگ رشوت کو ہدیہ کے طور پر پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ رشوت ستانی میں داخل نہیں ہے بلکہ یہ تو ہدیہ ہے اور اسلام ہدیہ دینے کی کلی آزادی دیتا ہے، یہ ایک قسم کی منافقانہ چال ہے اس سے اسلامی تعلیمات پر ضرب پڑتی ہے، رشوت کا نام ہدیہ رکھنے سے کبھی ہدیہ نہیں کہلائے گا، اگر کوئی زہر کو قند سمجھ کر پی جائے تو یہ ضروری نہیں کہ اس کا ذائقہ میٹھا ہوجائے اور نہ ہی اس کی موت کی کوئی ضمانت ہوگی۔

[1] صحیح الترمذی، کتاب الأحکام عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی الْحُکْمِ، رقم الحدیث: 1336

مال میں خیانت کرنا

کسی کے مال میں خیانت کر کے اپنی معیشت بڑھانا اور اپنے لئے سامان تعیش مہیا کرنا حرام ہے، اس کو قرآن وحدیث دونوں نے مذموم ٹھہرایا ہے قرآن میں اللہ پاک کا ارشاد ہے:

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۔ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ[1]

ترجمہ: اگر آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہو تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اسے ادا کردے اور اللہ تعالی سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے۔

اسی مفہوم کو قرآن نے دوسری جگہ بایں الفاظ بیان کیا ہے:

وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ[2]

ترجمہ: ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لئے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا پھر ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

اور رسول اللہ نے بھی اس کی مذمت بیان کی ہے اور خیانت کرنے والے کے متعلق یہ فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ[3]

ترجمہ: منافق کی تین نشانیاں ہیں پہلی نشانی یہ ہے کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے اور دوسری نشانی یہ ہے کہ جب وہ کسی سے وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور تیسری نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔

---

[1] البقرة، 02: 283

[2] آل عمران، 03: 161

[3] صحیح البخاری کِتَاب الْإِيمَانِ، بَابُ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ، رقم الحدیث: 33

دوسری حدیث ہے:

> مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ[1]
>
> ترجمہ: جس کو ہم نے کسی کام پر مقرر کر دیا اور اس کے معاش کا بھی انتظام کر دیا اسکے بعد جو کچھ لے گا وہ خیانت ہوگی۔

اور خیانت کا انجام تو واضح ہے اس کو مزید واضح کرنے کی ضرورت نہیں۔

چوری کرنا

معیشت کے لئے یہ طریقہ بھی غلط ہے کہ آدمی کسی کے گھر پر شب خوں مارے اور مال و جائداد پر قبضہ جمالے، یا رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا کر لوگوں کا مال لوٹے، ایسے شخص کو اسلام مجرمین کی فہرست میں شمار کرتا ہے اور اس پر حد جاری کرتا ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

> وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ[2]
>
> ترجمہ: چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، عذاب اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالی قوت و حکمت والا ہے۔

حدیث رسول میں اس کی صراحت ہے کہ کلائی سے ہاتھ کاٹا جائے گا، اس بارے میں رسول اللہ ﷺ بہت سختی فرماتے تھے کیونکہ چوری کر لینا اور بات ہے اور چوری کا پیشہ اختیار کر لینا یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ جو رہزنی اور قزاقی کو اپنی صنعت و تجارت بنالے تو پھر اس سے کسی بھی خیر کی امید بعید از قیاس ہے۔

---

[1] صحیح أبي داود، كِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ، باب فِي أَرْزَاقِ الْعُمَّالِ، رقم الحديث: 2943

[2] المائدة، 05: 38

آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَهَا [1]

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ لیتا۔

اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں مال چوری کا ہے اور پھر اس مال کو خرید لے تو ایسا شخص بھی گنہگار ہو گا۔ لہذا چوری کا مال بھی کسی سے جانتے بوجھتے نہیں خریدنا چاہیے۔

رقص و سرور کا پیشہ اختیار کرنا

موجودہ زمانے میں دولت حاصل کرنے کا ایک راستہ لوگوں کو یہ مل گیا ہے کہ وہ رقص و سرور کی بزم آرائیاں کرتے ہیں اس کے ذریعہ لوگوں کی جنسی خواہشات کا انتظام کرتے ہیں، غلط قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور لبھانے والی ایکٹنگ سے لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اس کام میں فاحشہ عورتیں اور ذلیل و خوار انسان دونوں مشترک ہیں، مگر صنف نازک کی کثرت ہوتی ہے۔ عورتوں کی بہتات کا سبب بھی ظاہر ہے۔ قرآن تو اس کے قریب بھٹکنے سے بھی منع کرتا ہے اور ایسا کام کرنا اسے ذریعہ معاش بنانا تو دور کی بات ہے۔

چنانچہ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف وغیرہ والنهی عن الشفاعة فی الحدود، رقم الحدیث: 1688

[2] لقمان، 31:6

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ "لہوالحدیث" سے مراد غنا، رقص اور ہر وہ کھیل جس کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہو۔

دیگر مفسرین کے نزدیک "لھوالحدیث" سے مراد گانا بجانا، اس کا ساز و سامان اور آلات، ساز و موسیقی اور ہر وہ چیز ہے جو انسانوں کو خیر اور معروف سے غافل کر دے، اس میں رقص کہانیاں، افسانے، ڈرامے، ناول اور جنسی سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچار کرنے والے اخبارات سبھی آتے ہیں، اور جدید ترین ایجادات ریڈیو، ٹی وی،، ویڈیو فلمیں وغیرہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ "عہد رسالت میں بعض لوگوں نے گانے بجانے والی لونڈیاں بھی اسی مقصد کے لئے خریدی تھیں کہ وہ لوگوں کا دل گانے سنا کر بہلاتی رہیں تا کہ قرآن اور اسلام سے وہ دور رہیں، اس اعتبار سے گلوکارائیں بھی آجاتی ہیں جو آج کل فنکار، فلمی ستارہ اور ثقافتی سفیر اور پتہ نہیں کیسے کیسے مہذب، خوشنما اور دلفریب ناموں سے پکاری جاتی ہیں"۔

قرآن کی دوسری آیت کریمہ میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[1]

ترجمہ: جو مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔

[1] النور، 24:19

اس آیت میں بھی ''فاحشہ'' سے مراد وہی ہے جو مذکورہ آیت کے لفظ ''لھوالحدیث'' سے مراد ہے۔

نرخ چڑھنے پر مال فروخت کرنا

یہ بھی معیشت کے لئے غلط راہ ہے کہ تاجر اس وقت کا انتظار کرے جب بازار میں اشیاء کی قیمت بڑھنے لگے پھر اپنے گھروں سے سامان بازار میں لائے۔ایسے لوگوں کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ وہ محض گنہگار ہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

> لَا یَحْتَکِرُ إِلَّا خَاطِئٌ[1]
>
> ترجمہ: اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا گنہگار ہے۔

بازار میں مال درآمد کرنے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا رزق اور اس کی برکت سے محروم رہتا ہے۔ بڑے سے بڑا تاجر کیوں نہ ہو یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی روزی اس کے ہاتھ میں ہے اللہ چاہے تو مشتری خود بخود دوکاندار تک پہنچ جائے، نہیں چاہے تو کسی تاجر کا یہ بس نہیں کہ مشتری کو اپنی تجارت گاہ تک کھینچ لائے اور جب یہ متعین ہو گیا کہ روزی دینے والا اللہ ہی ہے اس کے سوا کسی کے بس میں نہیں کہ روزی دے سکے تو پھر تجارت میں امانتداری کا معاملہ کرنا چاہیئے، اس امانت داری سے اللہ کی رضامندی بھی ملے گی اور خریدار میں امانتداری کا شہرہ ہو گا جس سے خریدار پر اچھا اثر پڑے گا اور زیادہ مقدار میں تجارت کا مال فروخت ہو گا، ایسی صورت میں نرخ چڑھنے کا انتظار کرتے ہوئے مال روکے رہنا اور ضرورت مند لوگوں کو فاقوں پر مجبور کرنا خصوصاً معاشرہ کے غریب و محتاج اور نادار قسم کے لوگوں پر بھوک کی حالت و کیفیت طاری کر دینا کہاں کی دانشمندی ہے اور کون دانشمند اس حماقت کی

[1] صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب تحریم الإحتکار فی الأقوات، رقم الحدیث: 1605

تصویب کرے گا؟ اس لئے بہتر صورت وہی ہے جس کو اسلام نے پیش کیا ہے۔ اسکے علاوہ آڈیو ویڈیو والے بے دینی فحاشی والے کاروبار، عورتوں کی ملازمت جس میں اختلاط مرد آئے تو حرام ہے۔ ناجائز مواد پر مشتمل کتاب کی پرنٹنگ، بیچنا، خریدنا، باریک کپڑے بنانا، داڑھی مونڈنے والا کام حرام ہے۔ نشہ بیچنا، انعامی سکیمیں، وغیرہ اگر مال و دولت ناجائز ذرائع سے حاصل کیا جائے تو وہ اسلام کی نظر میں پاکیزہ نہیں ہے بلکہ وہ مال ناجائز اور حرام ہے۔

کسب حرام کی وجوہات

کسب حرام کی وجوہات درج ذیل ہیں

— **جہالت:** کسب حرام کا مرتکب حرام کی ماہیت اور حقیقت سے جاہل ہوتا ہے وہ یہ سوچ کر حرام پیشہ اختیار کیے ہوتا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں حالانکہ وہ حرام ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ انسان حلال اور حرام کی معرفت اور تمیز رکھتا ہو۔

— **خوف خدا کی کمی:** کسب حرام کی ایک وجہ اللہ کی صحیح پہچان نہ ہونا اور اس کی نگرانی کا احساس دل میں پیدا نہ ہونا ہے۔ اگر حقیقی معنوں میں وہ اللہ کی پہچان رکھتا اور اس کی نگرانی کا احساس اس کے دل میں طاری رہتا تو اسے کیسے جرأت ہوتی کہ حرام مال کمائے، رشوت لے، سودی کاروبار کرے، دھوکہ دے کر سامان بیچے۔

— **حب دنیا و حب جاہ:** دنیا یا منصب کی محبت جب دل میں ہو گی تو حلال و حرام کی تمیز مشکل ہو گی اور معاصی کا ارتکاب بھی کرے گا۔

— **بخل و حرص:** جب اپنے پاس موجود اور غیر موجود مال کی محبت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اس کے حصول کے لیے ہر طرح کے ذرائع اپناتا ہے اور حلال و حرام کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔

— ریاء، سہل پسندی، جنس پرستی، شہرت، غفلت، تکبر، یہ اور اس سے ملتی جلتی اور بھی جو مرض ہے اس کی بنیادی وجہ کسب حرام ہے۔

— **شرعی سزاؤں کا عدم نفوذ:** انسانی نگرانی کا نہ پایا جانا بھی حرام خوری کا سبب بنتا ہے، اگر حرام کمانے والے کی خبر لی جائے، اسے سخت سے سخت سزا دی جائے اور حرام خوری کے راستے کو بند کرنے کی پوری کوشش کی جائے تو بہت حد تک اس پر کنٹرول پایا جاسکتا ہے۔

— **دل کا مردہ ہونا:** جب ایک آدمی حرام خوری کا عادی بن جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کا دل مر جاتا ہے، اب وہ سر سے پیر تک گناہوں میں ڈوب جاتا ہے اور اسے اس کا احساس بھی نہیں ہوتا حتی کہ بسا اوقات اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔[2]

کسب حرام کے اثرات

کسب حرام کے درج ذیل اثرات ہیں۔

— نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ گوشت جنت میں نہ جائے گا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو اور ایسا حرام گوشت دوزخ کا زیادہ مستحق ہے۔[1]

— حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی۔[2]

— حرام مال کا کوئی صدقہ قبول نہیں کیا جائے گا۔[3]

— فرمایا: رشوت لینے والا، دینے والا جہنمی ہے۔[4]

[1] سنن ترمذی، أبواب السفر، باب ما ذکر فی فضل الصلاۃ رقم الحدیث: 614،

[2] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب وتربیتها، رقم الحدیث:2346

[3] صحیح مسلم، ۲کتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة، رقم الحدیث: 224

[4] معجم اوسط، باب الالف، من اسمه احمد، رقم الحدیث:2026

—— فرمایا: رشوت دینے والے اور لینے والے پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔[1]

—— حرام کھانے والے کی عبادت و نماز قبول نہیں ہوتی۔[2]

—— تجارت میں جھوٹ بولنے والے اور عیب چھپانے والے کے کاروبار سے برکت مٹادی جاتی ہے۔[3]

—— مزدور کی مزدوری مارنے والے کے مقابلے میں قیامت کے دن نبی کریم ﷺ اس مزدور کی حمایت میں ظالم کے خلاف کھڑے ہوں گے۔[4]

کسب حرام سے اخلاقی گراوٹ اور سماجی خرابیاں رونما ہو جاتی ہیں، معاشرے میں چوروں اور رہزنوں کی زیادتی ہو جاتی ہے، چوروں کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ یہ باتیں اسلامی تعلیمات کے فروغ واشاعت میں ایک بڑی رکاوٹ پیدا کر دیتی ہیں۔

اسلام کی معاشی حکمت و مصلحت کا خون ہونے کے ساتھ ساتھ سارے کا سارا معاشرہ ضلالت کے عمیق غار کے دھانے پر پہنچ جاتا ہے۔ کسب معاش کیلئے باطل طریقے اختیار کرنے والوں کی دین ودنیا دونوں برباد ہو جاتی ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے۔

جس نے کبھی چوری نہ کی ہو اس کے اندر بھی چوری کرنے کا داعیہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ کچھ ایسے بھی پیشے ہیں جن سے متعدد امراض پیدا ہوتے ہیں جو آدمی کے لئے زہر ہلاہل ہیں۔ باطل طریقے

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیة، باب فی کراھیة الرشوة، رقم الحدیث: 3580

[2] المعجم الاوسط، باب المیم، من اسمه محمد، رقم الحدیث: 6495

[3] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب مایمحق الکذب والکتمان فی البیع، رقم الحدیث: 2082

[4] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرا، رقم الحدیث: 2227

سے مال حاصل کرنا در اصل مال ضائع کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اس کے بدلے آدمی اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔

بازاری حالت میں ابتری پھیل جاتی ہے اور اسکا سارا انظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ بیع و شراء میں طرفین کے مابین باہمی رنجش و عداوت اور دائمی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ معاشرے میں غلط قسم کے عناصر رواج پائے جاتے ہیں اور انہیں پھلنے پھولنے کا بہترین موقع مل جاتا ہے۔ حلت و حرمت کا معیار ختم ہو جاتا ہے اور بغیر کسی تفریق کے لوگ حصول رزق میں سر گرداں رہتے ہیں۔

حرام طریقے سے کمائے ہوئے مال کا حکم

لوگوں کی اکثریت حرام کمائی میں ملوث ہے جس کے بھیانک اثرات سماج و سوسائٹی پہ نمایاں ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی کے پاس حرام طریقے سے کمائی ہوئی دولت ہو اور اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

اگر مسلمان کو اپنے کئے پہ شرمندگی محسوس ہو جائے تو رب اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔ اگر ہم نے غبن، چوری، دھوکہ، رشوت یا کسی دوسرے طریقے سے مال لوٹا ہے تو توبہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد جو پیسہ حرام کمائی کا بچ جائے اسے محتاجوں میں صدقہ کر دے۔ اگر حرام کمائی سے سامان خریدا یا مکان بنایا ہو تو اسے بھی بیچ کر صدقہ کر دے لیکن اس پر ثواب کی نیت نہیں کی جاسکتی۔

کسب حرام کا علاج

درج ذیل اُمور کسب حرام کا علاج ہیں

— **ضرر محسوس کرنا:** کسب حرام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہی کا ڈر اپنے اندر پیدا کرنا۔

— **خوف خدا:** دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا کہ مجھے تو حلال کا حکم ہے جب کہ میرا عمل اس کے مخالف ہے۔

— **دائمی استغفار:** اس طرح کہ گذشتہ حرام کے ارتکاب کی معافی اگر کسی کا حق اس کے ذمہ میں ہے اس حق کو صاحب حق کو لوٹانا اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ پر استقامت کی مدد و نصرت مانگنا۔

— اللہ پر **توکل** کرنا کہ وہی رازق ہے۔

— **اکرام مسلم:** دوسرے مسلمان کے لیے دل میں احترام جذبہ پیدا کرنا۔

— محنت و مشقت کا جذبہ پیدا کرنا۔

— صحابہ کرام، سلف صالحین کے حرام سے اجتناب کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

— جہنم میں جلنے کا خوف پیدا کرنا۔

— دعا کے قبول نہ ہونے کا ڈر۔

گذشتہ اُمور کسب حرام جیسی خطرناک مرض کا عارضی علاج ہیں کیونکہ ہم کتنے ہی لوگوں کو خود دیکھتے ہیں کہ وہ نیکی کے کام نماز، ذکر، صدقہ و خیرات، حج و عمرہ بھی ادا کرتے ہیں اس کے باوجود کسب حرام معاشرے کے اکثر افراد میں پایا جاتا ہے، اس مرض سے مکمل نجات کا منہج سمجھنے کے لیے ہماری تصانیف بشمول الأربعین فی احتیاج المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعة، الأربعین فی فضل الذکر والتقرب الی اللہ تعالیٰ، الأربعین فی معرفة النفس وتزکیتها ملاحظہ فرمائیں۔

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِی غَضِّ الْبَصَرِ

رغبت اور شہوت سے منفی انداز میں دیکھنا **بد نظری** ہے۔ مرد کا نامحرم عورت کو نظر بھر کر دیکھنا یا عورت کا نامحرم مرد کو نظر بھر کر دیکھنا بد نظری ہے، البتہ اگر غیر ارادی طور پر اچانک کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے اور فوراً نظر پھیر لے تو اس پر بد نظری کا گناہ نہیں ہے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

> **یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَ مَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ**[1]
>
> ترجمہ: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے

علامہ نعیم الدین مراد آبادی نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد، نگاہوں کی خیانت اور چوری، نامحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قرآن پاک میں مؤمن مردوں کے لیے ارشاد فرمایا

> **قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ**[2]
>
> ترجمہ: آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔

---

[1] المؤمن،40: 19

[2] النور،24: 30

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قرآن پاک میں مؤمن عورتوں کے لیے ارشاد فرمایا۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[1]

ترجمہ: اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے، اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں، اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں، اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے، اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

حدیث شریف میں ہے،

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ[2]

[1] النور،24: 21

[2] سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب مایؤمر بہ من غض البصر، رقم الحدیث 1875

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ علی! نظر پڑ جانے کے بعد پھر نظر نہ ڈالو (یعنی اگر کسی عورت پر ناگہاں نظر پڑ جائے تو پھر اس کے بعد دوبارہ اس کی طرف نہ دیکھو)؛ کیوں کہ تمہارے لیے پہلی نظر تو جائز ہے (جب کہ اس میں قصد وارادہ کو دخل نہ ہو) مگر دوسری نظر جائز نہیں ہے۔

دوسری حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے دیکھنے اور دکھوانے والے/والی پر لعنت فرمائی ہے۔

چنانچہ فرمان نبوی ہے:

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ[1]

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی بد نظری کرنے اور جس کی طرف بد نظری کی جائے اس پر لعنت فرمائے۔

حدیث شریف میں ہے، کہ بد نظری عبادت کی حلاوت کو ختم کر دیتی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ اِمْرَأَۃٍ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰہُ عِبَادَۃً یَجِدُ حَلَاوَتَھَا[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مسلمان اگر کسی عورت کے محاسن پر اول مرتبہ نظر پڑتے ہی اپنی نظر نیچی کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسی عبادت کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی حلاوت اسے دل میں محسوس ہوتی ہے۔ یہ تو فضیلت ہے بد نظری سے بچنے کی۔

[1] مشکوٰۃ شریف۔ 27

[2] مسند احمد، تتمة مسند الأنصار، رقم الحديث: 222770

منظور الیہ یعنی جس کی طرف دیکھا جارہاہے وہ اس وجہ سے لعنت کا مستحق ہے کہ وہ اپنی چال ڈھال اور لباس کی آرائش وزینت سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں اس کو بھی لعنت کا مستحق قرار دیا گیا اسی طرح ذکر عبادت اور صحبت اہل اللہ سے جو انوار قلب میں پیدا ہوتے ہیں اگر ایک بار بد نظری کا ارتکاب ہو جاتا ہے تو نور خراب ہو جاتا ہے۔ بد نگاہی کی ظلمت بہت مشکل سے دور ہوتی ہے ، توبہ استغفار گریہ وزاری اور بار بار حفاظت نظر کے اہتمام سے کہیں قلب کو دوبارہ ایمان حیات ملتی ہے ۔

بدنظری کی مختلف صورتیں

بے حیائی کا دور دورہ ہے، دنیا گناہوں کے سمندر میں غرق ہے، چاروں طرف فحاشی پھیلی ہوئی ہے، تحقیق سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتاہے کہ آج کل جرائم اور فحاشی محض اس بنیاد پر دنیامیں وقوع پذیر ہوتی ہیں کہ ان کی باقاعدہ تربیت سنیما ہالوں، ٹی وی پروگراموں، ویڈیوز اور ایسی پارٹیوں کے ذریعے کی جاتی ہے، جس میں اچھی طرح غیر محرم عورتوں کو دیکھنے اور اختلاط کا موقع فراہم ہوتا ہے، اسی بد نظری کی پاداش میں بلند و بالا ورع و تقویٰ کے میناروں میں دراڑیں پڑ گئیں اور ذراسی بداحتیاطی نے زندگی بھر کے نیک کاموں پر بدنما داغ لگادیئے۔

اسلام برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا عزم رکھتاہے۔ دنیامیں اسلام سے بڑھ کر کوئی مذہب بے حیائیوں پر روک لگانے والا نہیں ہے۔ موجودہ زمانہ میں بد نظری کی وبا آخری حد تک پہنچ چکی ہے ایک عظیم سیلاب ہے جو تھمنے کا نام نہیں لیتا ہر جگہ فحش مناظر عام ہوگئے ہیں بازار، مارکیٹ، دکانیں، سڑکیں ، چوراہے ، مکانات کی دیواریں حتی کہ روز مرہ کی استعمال چیزیں بھی فحش تصاویر سے آراستہ ہوتی ہیں یہاں تک کہ اخبارات ورسائل بھی اس کی زد سے بچ نہیں سکے ہیں، جس کی وجہ سے آج کل ایک دین دار آدمی کا اخبارات پڑھنا راستوں میں چلنا، بازاروں میں جانا بالکل دشوار ہوگیا ہے اور اس

پر ستم یہ کہ اس وبا اور سیلاب پر بند لگانے کی فکر کے بجائے ہر کوئی اپنی دنیا چمکانے کی غرض سے فحش تصاویر اور عریاں پوسٹر آویزی کر کے اس برائی کو بڑھاوا دے رہا ہے، اس فواحش کی کثرت کا برا نتیجہ یہ ہوا کہ آج کل نہ چاہتے ہوئے بھی بہت سے افراد بد نظری میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو بعد میں بڑے گناہوں کا سبب بنتی ہے، پھر اس گناہ کو ہلکا سمجھنا اور اس پر جمے رہنا اور بھی زیادہ مضر ہے۔

موجودہ زمانے میں بد نظری صرف وہ نہیں ہے جو لوگ باہر جنس مخالف غیر محرم کو سڑکوں، بازاروں یا کسی اور جگہ براہ راست دیکھتے ہیں بلکہ اس میں جدید تمام سوشل میڈیا، نیٹ ورکس، ٹی وی، سینما ہال اور مختلف قسم کے گندے بے حیاء اپیلی کیشنز بھی شامل ہیں جس میں آج کل نوجوان بے حیائی کی ویڈیوز دیکھتے ہیں اور پھیلاتے ہیں۔

بد نظری کے یہ بد ترین آلات ہیں جن کو ہم محسوس بھی نہیں کر پاتے اور گناہوں اور نقصانات کے دلدل میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔

بد نظری کی وجوہات

بد نظری کے بہت سے اسباب ہیں، مگر اس کا ایک سبب بد نظری اور نظر کی بے احتیاطی بھی ہے، یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس کو شیطان انسان کے ہاتھ میں دے کر پوری طرح مطمئن ہو چکا ہے، اب اسے کبھی کسی منصوبے کو بروئے کار لانے میں زیادہ جدوجہد نہیں کرنی پڑتی، یہ بد نظری خود بخود اس کی آرزوؤں کی خاطر خواہ تکمیل کر دیتی ہے۔ نظر کی حفاظت میں کوتاہی بے شرمی کی بنیاد، فتنہ و فساد کا مؤثر ذریعہ اور منکرات و معاصی کا سب سے بڑا محرک ہے۔ قرآن و حدیث میں فحاشی کی بنیاد یعنی آنکھ کی بے احتیاطی کو سختی سے قابو میں کرنے کی تلقین کی گئی ہے یہ ایسی بنیاد ہے اگر صرف اس پر ہی قابو پا لیا جائے تو ساری بے حیائیاں دنیا سے رخصت ہو سکتی ہیں۔

دیگر اسباب میں، شرم و حیا کا فقدان، خوفِ خدا کی کمی، اللہ اور اسکے محبوب ﷺ کی محبت کی کمی، ہوس پرستی وغیرہ شامل ہیں۔

بدنظری کے اثرات

بدنظری کے اثرات درج ذیل ہیں،

— اللہ رب العزت کے حکم کی صریح نافرمانی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

— جو آدمی بدنظری کرتا ہے تو وہ شیطان کا آلہ کار بن جاتا ہے، جس کے نتیجے میں ایمان کی حلاوت سے وہ آدمی محروم ہو جاتا ہے اور کسی نیکی میں اُس کا دل ہی نہیں لگتا۔

— غیر محرم عورتوں کی طرف یا نوعمر لڑکوں کی طرف شہوت کی نظر ڈالنے سے قوت حافظہ کمزور ہو جاتی ہے۔

— امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے قوت حافظہ میں کمی کی شکایت کی تو انہوں نے معصیت سے بچنے کی وصیت کی۔

— آنکھیں اللہ تعالیٰ کی ایک بیش قیمت امانت ہیں، ظاہر ہے کہ اس کا غلط استعمال امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔

— بدنظری اپنے دامن میں گناہوں کا سمندر رکھتی ہے اور اس کی سزائیں بھی سخت ہیں۔

— بدنظری کرنے والے کے لیے عذاب یہ ہے کہ احادیثِ مبارکہ میں ایسے شخص پر لعنت آئی ہے، یعنی رحمتِ خداوندی سے محرومی کا فیصلہ وارد ہوا ہے۔

— بدنظری انسان کے لیے ہلاکت، محرومیت کا نتیجہ ہیں۔

— اس قبیح فعل سے ہر انسان لعنت کا مستحق بن جاتا ہے۔

— شیطان کا زہر مہلک ترین ہے، کہ اس سے انسان تباہ ہو جاتا ہے۔

— زنا کا پیش خیمہ ہے اور ایمان کی ضد، قتل وغارت اور فساد معاشرت کا سبب ہے۔

— بد نظری اصل میں بے اتفاقی اور ناچاقی کی بنیاد ہے اور اس سے انسان بے توقیر ہو جاتا ہے۔ چہرے سے رونق ختم ہو جاتی ہے، بے چینی اور اضطراب کو جنم دیتی ہے۔

بد نظری کا علاج

درجہ ذیل اُمور بد نظری کا علاج ہیں

— **ضرر محسوس کرنا:** بد نظری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہی کا ڈر اپنے اندر پیدا کرنا۔

— **خوف:** دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا کہ مجھے تو نظر کی حفاظت کا حکم ہے جب کہ میرا عمل اس کے مخالف ہے۔

— **دائمی استغفار:** اس طرح کہ گذشتہ بد نظری کی معافی اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ پر استقامت کی مدد ونصرت مانگنا۔

— **اکرام مسلم:** دوسرے مسلمان کے لیے دل میں احترام جذبہ پیدا کرنا اس کی عزت کو اپنی عزت سمجھنا۔

— صحابہ کرام، سلف صالحین کے حیاء اور حفاظتِ نظر کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

— اسلام کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے عورتوں کا گھر میں رہنا اور بوقت ضرورت گھر سے نکلنے کے صورت میں حجاب کا مکمل اہتمام کرنا۔

— عورتوں کا غیر محرم مردوں سے بوقت ضرورت گفتگو میں لہجہ سخت رکھنا۔

ایک نوجوان نے ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر کر عرض کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ بد نظری سے پرہیز کرو، لیکن بازار میں جاتے ہوئے مجھ سے اپنی نظروں کی حفاظت نہیں ہوتی، نوجوان ہو اور بازار میں بے پردہ لڑکی کو دیکھ کر نظر اس کی طرف اٹھ ہی جاتی ہے، کیا کروں۔

بزرگ نے کہا کہ میں وہ راز سمجھا دوں گا پہلے میرا ایک کام کرو یہ دودھ کا پیالہ فلاں بزرگ کو دے کر آؤ جو بازار کے دوسرے سرے پر رہتے ہیں، لیکن ایک شرط ہے کہ پیالے میں سے دودھ بالکل نہ گرے۔

نوجوان نے کہا کہ بالکل بھی نہیں گرے گا، ان بزرگ نے کہا کہ اچھا میں ایک مضبوط سا آدمی تمہارے ساتھ کر دیتا ہوں اگر دودھ کا ایک قطرہ بھی گرا تو وہ وہیں بازار میں تمہیں دو جوتے لگائے گا۔

نوجوان نے کہا کہ منظور ہے، بزرگ نے ایک پیالہ دودھ کا بھر کے نوجوان کو دے دیا اور ایک آدمی ساتھ کر دیا۔ اب نوجوان نے بڑی احتیاط سے بغیر دودھ کو گرائے وہ پیالہ بازار کے دوسرے کونے پر رہنے والے بزرگ کو پہنچا دیا اور خوشی خوشی واپس آیا اور کہا کہ حضرت میں نے وہ پیالہ پہنچا دیا ہے اب آپ مجھے نظر کی حفاظت کا طریقہ بتائیں۔

بزرگ نے پوچھا دودھ گرا تو نہیں تو اس نے کہا کہ نہیں بالکل نہیں بزرگ نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ جاتے ہوئے کتنی شکلوں کو دیکھا نوجوان کہنے لگا ایک بھی نہیں پوچھا کیوں تو اس نے جواب دیا کہ میرا سارا دھیان پیالے کی طرف تھا کہ کہیں دودھ نہ گر جائے کیونکہ اگر دودھ گرتا تو مجھے دو جوتے لگتے اور بازار میں میری رسوائی ہو جاتی، اس لیئے میرا کسی کی طرف دھیان نہیں گیا۔

بزرگ نے کہا کہ یہی اللہ والوں کا حال ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے دل کے پیالے پر نگاہ رکھتے ہیں اور اسے چھلکنے نہیں دیتے کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ اگر گناہ کی وجہ سے پیالہ چھلک گیا، نظر بہک گئی تو قیامت والے دن سب کے سامنے رسوائی ہو گی۔ اللہ کا خوف اور روز قیامت رسوائی کا اندیشہ ہو تو کبھی بھی بد نظری نہ ہو گی۔

گذشتہ اُمور بد نظری جیسی خطرناک مرض کا عارضی علاج ہیں کیونکہ بہت سے لوگ جو نیکی کے کام نماز، ذکر، صدقہ و خیرات کرتے ہیں اس کے باوجود بد نظری معاشرے میں عام ہے، اس مرض سے مکمل چھٹکارے کے لیے اس کتاب کے آخری باب کو بغور پڑھیں۔ اور اس مرض سے مکمل چھٹکارا حاصل کرنے کا اسلوب سمجھنے کے لیے ہماری تصانیف بشمول الأربعین فی احتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ، الأربعین فی فضل الذکر و التقرب الی اللہ تعالیٰ، الأربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا ملاحظہ فرمائیں۔

نظرِ بد

بد نظری کی دوسری صورت نظرِ بد ہے جس کے پیچھے جنسی خواہش نہیں بلکہ حسد ہوتا ہے، بعض اوقات حسد بھی نہیں ہوتا فقط دیکھنے والے کو وہ چیز پسند آجاتی ہے جس سے اس چیز پر منفی اثرات وارد ہوتے ہیں (عرف میں اس کو نظر لگنا کہا جاتا ہے)

نظر بد یا نظر لگنا ایک قدیم تصور ہے جو دنیا کی مختلف اقوام میں پایا جاتا ہے۔ اسلام کے صدرِ اوّل میں دشمنانِ اسلام نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے عرب کے ان لوگوں کی خدمات لینے کا ارادہ کیا جو نظر لگانے میں شہرت رکھتے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ جس چیز کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے دیکھتے ہیں ان کے دیکھتے ہی وہ چیز تباہ ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور ان بد نیتوں کے تمام حربے ناکام ہو گئے۔ ان کی اس شر انگیزی کو قرآن میں اس طرح سے بیان کیا ہے کہ:

> وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ[1]

---

[1] اَلْقَلَم، 68: 51

ترجمہ: اور بے شک کافر لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ آپ کو اپنی (حاسدانہ بد) نظروں سے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔

اس آیت میں نظرِ بد میں نقصان کی تاثیر ہونے کا اشارہ ہے جو کسی دوسرے انسان کے جسم و جان پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ،

الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ[1]

ترجمہ: نظر کا لگ جانا حقیقت ہے اور آپ ﷺ نے گودنے سے منع فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

الْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا[2]

ترجمہ: نظر حق ہے اگر کوئی چیز تقدیر کو کاٹ سکتی ہے تو نظر ہے اور جب تم سے (نظر کے علاج کے لیے) غسل کرنے کے لیے کہا جائے تو غسل کر لو۔

نظرِ بد کی وجوہات

نظر بد کی وجہ اکثر حسد ہوتا ہو اور بعض دفعہ صرف اس چیز کا پسند آجانا، حیرت میں ڈال دینا نظر لگنے کی وجہ بن جاتی ہے۔

نظرِ بد کے اثرات

نظر بد کے برے اثرات ہوتے ہیں۔ جو نظر لگنے والی چیز پر بیماری یا کسی اور نقصان کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب الواشمة، رقم الحدیث: 5944

[2] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی، رقم الحدیث: 5702

جیسا کہ حدیث پاک ہے،

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ[1]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے میرے گھر کے اندر ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر نشانات تھے۔ ارشاد فرمایا کہ اس پر کچھ پڑھ کر دم کرو کیونکہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔

نظر بد کا علاج

حضور نبی کریم ﷺ نے نظر بد سے بچاؤ کے لئے دم کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دم کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

رُخِّصَ فِي الْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ وَالْعَيْنِ[2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں کیلئے جھاڑ پھونک کی اجازت دی: نظر بد، بچھو وغیرہ کے کاٹے پر، پھوڑے پھنسی کے لئے۔

دوسری حدیث پاک میں آپ ﷺ نے نظرِ بد سے دم کا حکم فرمایا:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللہ ﷺ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ[3]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا یا حکم دیا کہ نظر بد لگنے کا دم کیا کرو۔

1 الصحیح البخاری، کتاب الطب، باب رقیة العین، رقم الحدیث: 5739

[2] سنن ترمذی، ابواب الطب عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی الرخصة فی ذلك، رقم الحدیث: 2056

[3] الصحیح البخاری، رقم: 5406

حدیث مبارکہ میں ہے: نظر بد سے علاج کے لئے معوذ تین پڑھ کر دم کیا جائے اور یہ دعا بھی کی جائے جو حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ زوجہ مطہرہ نبی کریم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوتے تو جبرئیل علیہ السلام آکر آپ کو دم کرتے اور یہ کلمات کہتے:

بِاسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ[1]

ترجمہ: اللہ کے نام سے، وہ آپ کو تندرست کرے گا، اور ہر بیماری سے شفا دے گا اور حسد کرنے والے حاسد کے ہر شر سے اور نظر لگانے والی آنکھ کے ہر شر سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے گا۔

قرآن مجید کی آخری دو سورتوں کو معوذ تین کہتے ہیں ان میں بھی پناہ مانگی گئی ہے۔ لہٰذا اُن سے بھی نظر بد کا علاج کیا جاتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے اس مرض کے اندر جس میں آپ کا وصال ہوا معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے۔ جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں انہیں پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی اور بابرکت ہونے کے باعث آپ کے دستِ اقدس کو آپ کے جسم اطہر پر پھیرا کرتی۔

درج بالا آیات و روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نظرِ بد کوئی وہمہ یا توہم پرستی نہیں بلکہ حقیقت ہے جس کے اثرات ظاہر ہونے پر دم کرانا درست ہے۔

[1] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی، رقم الحدیث: 5699

[2] الصحیح البخاری، کتاب الطب، باب الرقی بالقرآن والمعوذات رقم الحدیث: 5403

اَلبَابُ الثَّامِنُ فِی الطَّعْنِ

طعنہ زنی دو طرح کی ہوتی ہے۔

- کسی بھی بندے کی برائی کو دیکھتے ہوئے ذلت کیلئے اس کو بیان کرنا۔
- اگر کسی پر احسان کیا ہو تو اس کو جتلانے کیلئے کہنا بھی طعنہ زنی ہے۔

اللہ پاک نے طعنے دینے سے منع فرمایا ہے چنانچہ قرآنِ پاک میں ایمان والوں سے ارشاد فرمایا

> وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ[1]
>
> ترجمہ: اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

> وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ[2]
>
> ترجمہ: خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے

وَيْلٌ کے معنی بربادی، بڑی خرابی اور عذاب کے ہیں، نیز جہنم کی ایک وادی کا نام بھی وَیل ہے، یعنی جو لوگ ان تین گناہوں (غیبت، طعنہ دینا اور ناحق مال جمع کرنا) میں مبتلا ہیں انہیں جہنم کی وِیل نامی وادی میں ڈالا جائے گا۔

هُمَزَة اور لُمَزَة: مبالغہ کے صیغہ ہیں، ہَمزٌ کے معنی اشارہ بازی کرنے کے اور لَمز کے معنی عیب لگانے یا طعنہ دینے کے ہیں۔ کسی شخص کا مذاق اڑانا، کسی کا عیب نکالنا، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا یعنی غیبت کرنا، اسی طرح کسی کو طعنہ دینا، کسی کو ذلیل کرنا اور برا بھلا کہنا یہ ساری شکلیں اس آیت کے تحت داخل ہیں اور یہ

[1] الحجرات، 49: 11

[2] الهمزة، 104: 1

سب گناہ کبیرہ ہیں، جن سے بچنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ اگر موت سے قبل اسے حقیقی توبہ نصیب نہیں ہوئی تو ان گناہوں میں مبتلا ہونے والے کو جہنم میں سخت عذاب دیا جائے گا۔

حضور نبیِّ اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

> لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْ[1]
>
> ترجمہ: مؤمن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور بد کلام نہیں ہوتا۔

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں لکھتے ہیں: یعنی یہ عیوب سچے مسلمان میں نہیں ہوتے، اپنے عیب نہ دیکھنا دوسرے مسلمانوں کے عیب ڈھونڈنا، ہر ایک کو لعن طعن کرنا اسلامی شان کے خلاف ہے۔[2]

دوسری حدیث مبارکہ ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص تمہیں تمہارے کسی عیب کا طعنہ دے تو تم اسے اس کے عیب کا طعنہ ہرگز نہ دو کیونکہ تمہیں اس کا ثواب ملے گا اور طعنہ دینے والے پر وبال ہوگا۔[3]

طعنہ دینا کفار کا طریقہ ہے

قرآنِ پاک میں کئی جگہ موجود ہے کہ کُفار مسلمانوں کو غریب ہونے کی وجہ سے طعنے دیتے تھے۔ ولید بن مُغیرہ سخت کافر تھا اور اسلام کا پیغام عام کرنے میں رُکاوٹیں ڈالنے میں پیش پیش رہتا تھا، اس نے

[1] سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في اللعنة، رقم الحديث: 1977

[2] مرآۃ المناجیح، ج6، ص469

[3] ابن حبان، ج1، ص370، حدیث: 523

نبیِّ کریم ﷺ کی شان میں گستاخی پر مبنی جملہ بولا، اس کے جواب میں اللہ پاک نے اس کے دس واقعی یعنی حقیقی عیوب ظاہر فرمادیئے جس میں سے ایک عیب یہ بھی تھا کہ "بہت طعنے دینے والا"۔

صحابہ کرام ایک دوسرے کو طعنہ نہیں دیتے تھے

صحابہ کرام علیہم الرِّضوان عمدہ لباس زَیب تَن فرماتے تو وہ کم قیمت کا لباس پہننے والوں کو طعنہ نہ دیتے اور نہ ہی کم قیمت کا لباس پہننے والے عمدہ لباس پہننے والوں پر طعنہ زنی کرتے۔[1]

انسان معاشرے میں رہتے ہوئے بظاہر چھوٹے چھوٹے حقیقت میں بڑے بڑے ایسے کام کر سکتا ہے خواہ وہ فقط زبان سے چند الفاظ کی صورت میں ہوں جیسے کسی سے ہمدردی کے دو بول بولنا، حوصلہ افزائی کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، پریشان حال اور دُکھیارے کی مدد کرنا، کسی کا پیارا دنیا سے چلا جائے تو اس سے تعزیت کرنا وغیرہ، جس سے وہ اپنے جیسے دوسرے مسلمانوں کو راحت پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے اور اسی طرح بظاہر چھوٹے چھوٹے حقیقت میں بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کر کہ خواہ وہ فقط زبان سے چند الفاظ کی صورت میں ہوں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے لیتا ہے جیسے کسی پر جھوٹا الزام لگانا، کسی کو بلاوجہ جھاڑنا، مارنا اور بے عزت کرنا، گُھورنا، حوصلہ شکنی کرنا اور بات بات پر طعنے دینا۔

طعنہ دینے کی مختلف صورتیں

اسلامی معاشرے کے حُسن کو داغ دار کرنے والی اخلاقی کمزوریوں میں سے ایک "طعنے دینا" بھی ہے، دنیا میں بسنے والی مختلف قوموں، قبیلوں اور برادریوں میں جتنی زبانیں بولی جاتی ہیں اتنی ہی قسم کے طرح طرح

[1] الزھد للامام احمد، ص319، رقم:1837

کے طعنے دیئے جاتے ہیں بلکہ اس کے لئے بنے بنائے محاورے بھی رائج ہیں مثلاً:

—— کسی کو بوڑھے ہونے کا طعنہ دینا ہو تو ''منہ میں دانت نہیں پیٹ میں آنت نہیں''۔ کوئی کام کرنے کا بول دے تو جواب ملتا ہے: ''تمہارے پاؤں میں مہندی لگی ہے!''یعنی خود کیوں نہیں کر لیتے!

—— کسی کی ہمدردی میں رونے والے کو طعنہ ملتا ہے: یہ ''مگرمچھ کے آنسو ہیں''یعنی دِکھاوے کا رونا ہے

—— کسی کو نیچا دِکھانے کیلئے بولتے ہیں: ''تم کس کھیت کی مولی ہو!''

—— چھوٹی عمر والا سمجھانے کی کوشش کرے تو طعنہ ملتا ہے: ''چیونٹی کے پر نکل آئے ہیں''

—— کوئی ترقی کیلئے آئیڈیا پیش کرے تو اسے ''خیالی پلاؤ پکانے''کا طعنہ ملتا ہے

—— بے روزگار کو اکثر یہ طعنہ سننا پڑتا ہے: ''کام کا نہ کاج کا دشمن اناج کا''

—— جو سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہو اسے ''کنجوس مکھی چوس''ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔

نسب آواز کی وجہ سے طعنہ دینا، غربت کا طعنہ، رنگ کالا ہونے کا طعنہ، قد چھوٹا ہونے کا طعنہ، بُزدلی (یعنی ڈرپوک ہونے) کا طعنہ، اولاد پیدا نہ ہونے پر طعنہ، تنخواہ یا آمدنی کم ہونے کا طعنہ، لباس کے سستے ہونے کا طعنہ، اَن پڑھ اور جاہل ہونے کا طعنہ، منحوس ہونے کا طعنہ، جاسوسی کا طعنہ، چُغل خوری کا طعنہ، چور ہونے کا طعنہ، دیر سے رابطہ کرنے پر بھول جانے کا طعنہ، رِشتہ نہ ہونے کا طعنہ، طلاق یافتہ ہونے کا طعنہ، بہو کو گھریلو کام کاج نہ آنے کا طعنہ، کسی شاگرد سے غلطی ہو جائے تو طعنہ کہ تمہارے استاذ نے تمہیں یہ سِکھایا ہے، مرید سے غلطی ہو جائے تو طعنہ کہ تمہارے پیر نے تمہیں یہی کچھ سکھایا ہے۔

طعنہ زنی کی وجوہات

درج ذیل امور طعنہ زنی کی وجہ بنتے ہیں:

— **بغض وعناد، کینہ ونفرت:** جب دل میں کسی کے بارے میں یہ امراض ہوں تو اس کے اظہار کے لیے طعنہ زنی کی جاتی ہے۔

— **تکبر:** دوسروں پر اپنی برتری جاننے والا شخص طعنہ زنی کرتا ہے۔

— **حسد، احساس کمتری:** جو انسان احساس کمتری کا شکار ہو وہ کامیاب لوگوں کو دیکھ کر من کی آگ بجھانے کے لیے طعنہ زنی کرتا ہے۔

— **تفاخر وریاء:** دوسروں کو کسی پر اپنی برتری ظاہر کرنے کے لیے طعنے دیتا ہے۔اپنے سے کمزور لوگوں کو طعنہ دے کر اپنی بڑائی ثابت کرتا ہے۔

— قساوت قلبی۔

— بداخلاقی۔

طعنہ زنی کے اثرات

طعنہ زنی کے اثرات درج ذیل ہیں،

جس چیز کا طعنہ دیا اسی میں مبتلا ہو جانا:، حضور ﷺ نے فرمایا:

"جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ پر عار دلائی مرے گا نہیں جب تک اس گناہ میں مبتلا نہ ہو۔" ایک روایت میں ہے کہ "اس گناہ پر عار دلائی جس سے توبہ کر چکا۔[1]

[1] سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، رقم الحدیث 2513

اور حضرت واثلہ بن اسقع سے مروی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائی کو عار نہ دلاؤ کہ اسے چھٹکارا دیکر تمہیں مبتلا کر دیا جائے۔[1]

طعنہ زنی ایمان کی ضد ہے، اس کی وجہ سے انسان کی دونوں جہانوں میں ہلاکت مقدر بن جاتی ہے نتیجۃً جہنم جیسا برا ٹھکانہ مقدر ہو جاتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے محرومی ہے اس کے علاوہ طعنہ زنی فساد معاشرت کا پیش خیمہ ہے۔ یہ نسلوں اور قوموں کے بڑے اختلاف کا سبب ہے۔ یہ قتل وغارت گری کا ذریعہ ہے۔ یہ اکرام مسلم کے خلاف ہے۔

طعنہ زنی کا علاج

درج ذیل امور طعنہ زنی کا علاج ہیں

— اس بات کا تصور کہ اگر اسی قسم کے طعنے آپ کو دیئے جائیں تو آپ کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھے گا یا زرد پتوں کی طرح مرجھا جائے گا، یہی تکلیف دوسرا بھی محسوسکرتا ہے جب آپ اسے طعنہ دیتے ہیں۔

— **خوف**: دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا کہ مجھے تو دوسروں کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے جب کہ میرا عمل اس کے مخالف ہے۔

— **دائمی استغفار**: اس طرح کہ گذشتہ طعنہ زنی کے ارتکاب کی معافی اور صاحب حق سے معافی مانگنا اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ پر استقامت کی مدد و نصرت مانگنا۔

— **اکرام مسلم**: دوسرے مسلمان کے لیے دل میں احترام جذبہ پیدا کرنا۔

---

[1] سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم الحدیث 2513

— صحابہ کرام، سلف صالحین کے اخوت اور بھائی چارے کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

— جہنم میں جلنے کا خوف پیدا کرنا۔

— اسی طرح بیماری یا دیگر چیزیں دیکھ کر (الحمد للہ عافانی ممن ابتلک اللہ بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا) پڑھنا۔

— اللہ کی پناہ مانگنا کہ مجھے اس خطرناک مرض سے نجات عطاء فرمائے

— کسی کو دے کر اس کا شکریہ ادا کرنے کی کیفیت ہونی چاہیے کیونکہ اگر وہ نہ مانگتا تو دینے والے کو نیکی نہ ملتی۔

گذشتہ امور طعنہ زنی جیسی خطرناک مرض کا عارضی علاج ہیں کہ ان سب امور کو بجالانے کے باوجود معاشرے میں طعنہ زنی کا طوفان پایا جاتا ہے، اور اس مرض سے کلی طور پر خلاصی حاصل کرنے کا راز سیکھنے کے لیے ہماری تصانیف بشمول الأربعین فی احتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ، الأربعین فی فضل الذکر والتقرب الی اللہ تعالیٰ، الأربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا ملاحظہ فرمائیں۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ O

ترجمہ: اور آپ اپنا بازوئے (رحمت وشفقت) ان مومنوں کے لیے بچھا دیجئے جنھوں نے آپ کی پیروی اختیار کرلی ہے۔

(الشعراء، 26:215)

برے اعمال اور ان کا علاج-نسبت اور صحبتِ مرشد کامل

جب انسان کو کوئی بھی مرض لاحق ہوتا ہے تو اس کے جس حصے میں مرض ہوتا ہے وہ حصہ صحیح طور پر کام نہیں کر پاتا بلکہ بعض اوقات وہ مرض اس حصے کے ساتھ ساتھ کئی اور چیزوں کو بھی خراب کر دیتا ہے، بالکل اسی طرح جب انسان کے دل میں ایمان کی کمی کا مرض ہوتا ہے، یعنی انسان زبان سے اقرار تو کرتا ہے اور دل سے مانتا بھی ہے لیکن اس کا دل احکاماتِ خدا کو نہیں مانتا، اس کا دل اللہ کی منع کردہ چیزوں کو اپنے لیے برا اور نقصان والا نہیں سمجھتا، تو یہ ایک بنیادی مرض ہے جس کا اثر انسان کے افعال کے امراض یعنی نا پسندیدہ اعمال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جس کی نشاندہی اس آیت مبارکہ سے ہوتی ہے

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا[1]
>
> ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر جو اس نے اس سے پہلے نازل کی اور جو شخص اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت (کے ساتھ) کفر کرے تو یقیناً وہ گمراہ ہوا، بہت دور گمراہ ہونا

اے ایمان والو! ایمان لاؤ بظاہر تو یہ بات تحصیل حاصل ہے کہ جو ایمان والا ہے، جس کے پاس پہلے سے دولت ایمان موجود ہے اس کو دوبارہ میرا ایمان لانے کا حکم دینا یوں ہی ہے جس طرح کسی شخص نے کوئی

[1] النساء، 136:04

کام کر لیا ہو یا کسی صفت سے متصف ہو گیا تو اس کام کرنے کے بعد یا اس صفت سے متصف ہونے کے بعد دوبارہ اس کو وہی کام کرنے کا کہا جائے تو وہ سوچے گا یہ کام تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں تو دوبارہ مجھے اس کا حکم دینے کا مقصد کیا ہے؟ مثال کے طور پر ایک شخص نے ظہر کی نماز ادا کر لی ہے اب اس کو دوبارہ یہ کہنا کہ آپ ظہر کی نماز پڑھو تو ظاہر ہے اس کا جواب یہی ہو گا کہ میں نے نماز ادا کر لی ہے اور جب نماز ادا ہو گئی ہے تو نماز کے تکرار کا مقصد کیا ہے یا کیا حکمت ہے لیکن یہ سوال تو تب ہو سکتا ہے کہ جب حکم دینے والی ذات کوئی عام ہو لیکن جب اللہ تبارک وتعالی خود ارشاد فرما رہا ہو تو اس کے کلام پر سوال یا اعتراض کی گنجائش نہیں بلکہ اس میں حکمت تلاش کرنے کی جستجو کی جا سکتی ہے کہ ذات باری تعالیٰ کا کلام حکمت سے لبریز ہے فصاحت اور بلاغت کی اعلیٰ مثال ہے آخر اس نے ایک حکم جاری فرمایا ہے جو بظاہر مکرر ہے لیکن اس کے کلام کی شان یہ ہے کہ وہ لغو و تکرار سے پاک ہے یعنی بغیر کسی فائدے کے کلام اللہ میں کسی بات کو بار بار دہرایا نہیں جاتا تو جب ہم نے اس کی حکمتیں ڈھونڈنے کے لئے لیے مفسرین کے دامن کو تھاما تو معلوم ہوا کہ جو "امنوا" (میم کی زبر کے ساتھ ماضی کا صیغہ) پہلے سے مخاطبین کے پاس موجود ہے اس کا مدلول اور مقصد ایمان کا وجود ہے اور بعد والے "امنوا" (میم کی زیر کے ساتھ فعل امر کے صیغے) میں جس ایمان کا کہا جا رہا ہے اس کا مدلول اور مطلب ایمان کی کاملیت اور پختگی اور اس پر دوام ہے۔

اب سوال یہ ہے ہیں کہ ایمان کہتے کس کو ہیں تو اس کا جواب بڑا آسان ہے کہ

احکامات خدا کی دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا

ہم اگر اپنے اوپر غور کریں کہ مسلمان کہلانے والے ہم لوگ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے بچپن سے ہی اسلام کے بارے میں بتایا گیا یا تو ہم پیدائشی طور پر مسلمان ٹھہرے اور اسی ماحول میں ہم نے اپنے

بڑوں سے **اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب** بھی سیکھا۔ لیکن اس میں غور طلب بات یہ ہے کہ کیا ہماری زبان کا اقرار اور دل کی تصدیق پوری ہے؟

'دل سے ماننے' اور 'دل کے ماننے' میں فرق

ہم زبان سے اقرار بھی کرتے ہیں اور دل سے تصدیق بھی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے ایمان کی حالت اس طرح کیوں نہیں ہے جس طرح ایک کامل مسلمان کی ہونی چاہیے ہم احکام خدا کو دل سے مانتے تو ہیں لیکن ہمارا دل نہیں مانتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

اس بات کو سمجھنے کے لئے مثال کے ذریعے اس پر غور کر لیتے ہیں ہر مسلمان کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ قرآن پاک اللہ پاک کی سچی کتاب ہے لیکن جب ہم اس میں موجود احکام خدا کو دیکھتے ہیں تو وہ ہماری زندگیوں میں نہ ہی اُوامر (وہ احکامات خدا جن کو کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے) پورے ہوتے نظر آتے ہیں اور نہ ہی نواہی (وہ احکامات خدا جن میں ہمیں بچنے کا حکم دیا گیا ہے) سے بچتے نظر آتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں اتباع مصطفیٰ کا حکم ہے لیکن آج ہماری زندگیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع فقدان ہے کہ ہمارا ہر طریقہ اغیار کے نقش قدم پر ہے یوں ہی جب ہم اللہ کا کلام پڑھ رہے ہوں اور دروازے پر کوئی ایسا شخص آ جائے جس سے ہم ملاقات نہ کرنا چاہتے ہوں تو قرآن پاک کی تلاوت روک کر ہم اپنے بچے کو کو یہ کہتے ہیں کہ دروازے پر آنے والے شخص سے کہو کہ والد گھر میں نہیں ہیں یعنی قرآن کی تلاوت کے دوران بھی جھوٹ بول دیتے ہیں اور ہمیں اس بات کا علم بھی ہے کہ اسی قرآن میں جھوٹ بولنے والے پر لعنت کی گئی ہے باوجود اس کے کہ ہم اس بات کو دل سے مانتے ہیں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی کی گنجائش تک نہیں ہے۔

دوسری مثال دیکھیں کہ اسی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور اس حکم کو اتنا عام فرمایا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اذان کی شکل میں یہ حکم ہر ہر بندے تک پہنچتا ہے لیکن ہم اذان سننے

کے بعد بھی نیند، گپ شپ میں مشغول رہ کر سچے رب کے سچے کلام کے حکم کو پورا نہیں کرتے ان مثالوں سے ہمیں یہ واضح ہو گیا کہ ہم نے اس قرآن پاک کو دل سے سچا مانا ہے لیکن ہمارے دل نے اس کی سچائی کو نہیں مانا۔

'دل سے ماننے' سے لے کر 'دل کے ماننے'، تک کا سفر

دل کے ماننے کے لیے اللہ تعالیٰ نے استاذ، رہبر اور رہنما "انبیاء علیہم السلام" کی صورت میں عطاء کئے یہی وہ طریق ہے جو ابتدائے نسل انسانی سے اختیار کیا گیا اور اسی حکمت کے تحت اللہ پاک نے انبیائے کرام کا سلسلہ جاری فرمایا کہ وہ انسانوں تک روشنی پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔ استاذ، رہبر کا رشتہ، اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ یہ نعمت اس کے لیے اُفعال رذیلہ سے تزکیہ نفس کر کے ایمان، حصول بندگی، رجوع الی اللہ اور باقی ہر ہر نعمت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ استاذ کی اس عظیم نعمت کی عظمت کو واضح کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوعَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ[1]

ترجمہ: بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول ﷺ بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

---

[1] آل عمران، 03: 164

نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی مجسم ہدایت تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سراپاء ہدایت بنا کر بھیجا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

> هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى[1]
>
> ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

ہدایت کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

> هُدًى لِّلنَّاسِ[2]
>
> ترجمہ: لوگوں کیلئے ہدایت
>
> هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ[3]
>
> ترجمہ: ہدایت ہے ڈر والوں کو

لیکن ہدایت ہونے کے باوجود یہ ہدایت بندے کے اندر گھلتی نہیں وہ ہدایت یافتہ نہیں ہوتے، اس سے برے اخلاق دور نہیں ہوتے، اس کے افعال کے امراض کا علاج نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے اندر ابھی ہدایت داخل نہیں ہوئی۔ اسکے ساتھ تو موجود ہے۔ اسکی مثال اسطرح ہے کہ پانی میٹھا کرنا ہو تو اس کے اندر چینی گھولنے کی ضرورت ہے۔ ساتھ رکھنے سے میٹھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ ہدایت وہ نور ہے جب تک انسان کے نفس کے اندر داخل نہ ہو تب تک اس کو ہدایت والا نہیں بناتا، اس سے افعال رذیلہ کو دور کر کہ اوصاف حمیدہ کو ترویج نہیں دیتا تو اللہ نے قرآن پاک لوگوں کو ہدایت تقسیم کرنے کیلئے نازل فرمایا تھا اسلیئے پورے قرآن کا نور وہدایت اور ہر خشک اور تر کے علم سمیت اللہ نے حضور ﷺ کے قلب اطہر مبارک

---

[1] الفتح، 48: 28

[2] البقرۃ، 02: 185

[3] البقرۃ، 02: 02

میں ڈالا۔ اسلئے حضور ﷺ کا علم مبارک تمام مخلوقات سے زیادہ ہے۔ اور اس قلب اطہر مبارک کے اندر اللہ پاک نے اپنی معرفت اور پہچان کی ایسی آگہی اور شعور رکھا تھا جو کسی اور کا نصیب نہیں تھا۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ

> اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ[1]
>
> ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا؛ اسکے نور کی مثال ایسے ہے جیسے کہ ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے؛ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔

اس سے مراد حضور ﷺ کا نور بھرا دل ہے۔ اس قلب سے جس نے ادب اور محبت سے نسبت حاصل کی۔ اور اس پر استقامت اختیار کی۔ اسکے دل میں بھی یہی نور داخل ہوا اور وہ اوصاف حمیدہ والا بن گیا

اسی بات کو امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے منظوم انداز میں یوں فرمایا

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے　　میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

چنانچہ قرآن کریم بھی آپ کے قلب اطہر پر نازل ہوا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

> نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۙ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ[2]
>
> ترجمہ: اُسے روح الامین لے کر اُترا، تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ

[1] النور، 35:24

[2] الشعراء، 194:26

اور حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا معدن اور مخزن بنایا، تقویٰ بھی سینہ مصطفیٰ ﷺ کی دولت ہے، جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: الْإِسْلَامُ عَلَانِيَةٌ، وَالْإِيمَانُ فِي الْقَلْبِ، قَالَ: ثُمَّ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: التَّقْوَى هَاهُنَا، التَّقْوَى هَاهُنَا[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام واشگاف (واضح) ہے اور ایمان دل میں ہے۔ اپنے سینہ (مبارک) کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں،

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللهِ أَنَا[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اسے جانتا ہوں۔

حضور ﷺ کی نسبت میں آنے والے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسلام میں داخل ہونے والے اصحاب رضوان اللہ علیہم کے دلوں میں یہی تقویٰ اور ایمان داخل ہو کر ان کو ناپسندیدہ اعمال سے دور کرتا گیا۔

---

[1] مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أنس بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ، رقم الحدیث: 12381

[2] اخرجه بخاری فی الصحیح، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللهِ. وَأَنَّ المَعْرِفَةَ فِعْلُ القَلْبِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ} [البقرة: 225]، رقم الحدیث: 20

حضور ﷺ فرماتے ہیں،

عَنْ عُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدِناً وَمَعْدِنُ التَّقْوَى قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ[1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی کان (یعنی مخفی خزانہ) ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفوں کے دل ہوتے ہیں۔

ان ہی کی نسبت، سنگت اور صحبت بندے کو تقویٰ اور ایمان داخل ہو کر اس کو ناپسندیدہ اعمال سے دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی نسبت، معیت اور توجہ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم پر اثرات

انسان کی پیدائش اور زندگی کا مقصد بندگی ہے۔ اور یہ مقصد کسی نیک صحبت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جسے دنیا میں ہر فن اور علم کیلئے کسی استاد کا ہونا ضروری ہے اسی طرح انسان کیلئے بندگی کا ہنر سیکھنے کیلئے بھی بندگی والے استاد کے ساتھ تعلق ضروری ہے۔ اسی مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کرام ورسل علیہم السلام بھیجے جو اپنے اپنے ادوار و اوقات میں لوگوں کو گناہوں سے نکال کر رب کے احکام کے مطابق ڈھالتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اعلانِ نبوت فرمایا تو جو جو آپ کی صحبت میں آتا گیا اس کو توحیدِ الٰہی نصیب ہوتی گئی۔ اور کفر و شرک کے بت ٹوٹنے لگ گئے۔ اسی صحبت مبارکہ نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عثمان المعروف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ صداقت، جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ

[1] اخرجه القضاعی فی مسند الشهاب، رقم الحدیث: 128؛ و الطبرانی فی المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 131851

عدالت، اور جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ حیاء، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پیکر شجاعت بنادیا۔ اسی صحبت سے کفر کے اندھیرے دور ہوتے گئے اسکے بعد توحید خالص اور اعمال صالحہ خالصہ نصیب ہوئے وہی معاشرہ جہاں قتل ناحق، زبردستی دوسرے کی عزت کو خراب کرنا، دوسرے کے اموال کو بزور طاقت ہتھیا لینا بہادری سمجھی جاتی تھی۔ اس صحبت مبارکہ نے سب جرائم دھو ڈالے، اور عیوب والے لوگوں کو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ[1] کے عظیم مقصد پر فائز کر دیا۔

صحبت صالح ایسی اکسیر ہے۔ جو انسان کو اپنے مالک کے سامنے جھکنا، عاجزی اختیار کرنا سکھاتی ہے۔ سچی توبہ کا ذریعہ بھی صحبت صالح ہی ہے۔

جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی صحبت میں بیٹھ کر ان کی معیت، سنگت اور غلامی اختیار کرتے گئے ان کو بندگی ملتی گئی۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں جائیں تو مجرموں کو قربت الٰہی اور احکام الٰہی پر عمل کرنے والا بنادیں۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں تو ہزاروں جادوگروں کو توحید الٰہی کا جام پلادیں ۔اور ہمارے اور سب نبیوں کے امام ﷺ ہوں تو ظلم و بربریت کے ماحول میں اپنے قلب منور کی روشنی سے سب اندھیروں کو مٹادیں، کفار اور مشرکین کو مُوَحِّدْ اور مخلص مسلمان بنادیں۔ ظلم کرنے والوں کو رحم کرنے والا بنادیں، ناحق کرنے والوں کو منصف بنادیں۔ یہ سب آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ کی برکات تھیں۔ جو آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سینوں میں پہنچیں جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

[1] البینہ، 98:8

بخاری شریف کی حدیث ہے

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً[1]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک بیچنے والے عطار اور لوہار کی سی ہے۔ مشک بیچنے والے کے پاس سے تم دو اچھائیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور پالو گے۔ یا تو مشک ہی خرید لو گے ورنہ کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور ہی پاسکو گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی یا تمہارے بدن اور کپڑے کو جھلسادے گی ورنہ بدبو تو اس سے تم ضرور پالو گے۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اچھی صحبت و معیت کو خوشبو والے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ کہ اس کے پاس بیٹھنے سے بھلا ہی ہو گا۔ اچھائی ہی ملے گی۔ یا تو خوشبو سے معطر ہونے کی صورت میں یا خوشبو خریدنے کر صورت میں۔ اور بری صحبت کو لوہار کی دکان کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جہاں سے نہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کچھ ناپسندیدہ چیز انسان پر اثر کرتی ہے۔

رحمتِ عالم ﷺ کی صحبت مبارکہ سے فیض پانے کے باعث، یعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم سے مستفیض ہو کر ان کے قلوب یوں روشنی پاچکے تھے کہ ان پر معصیت و نافرمانی کی ماہیت حقیقتاً واضح ہو چکی تھی۔ ان کو گناہ نجس محسوس ہوتا تھا اس برا محسوس ہونے کی بناپر دل افعالِ رذیلہ سے یوں اچاٹ ہوئے تھے کہ پھر کسی دنیاوی فائدہ کی کشش ان کو اس طرف دوبارہ نہ کھینچ سکی۔

1 صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ، رقم الحدیث: 2101

حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ نَافِعِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَتَّجِرُ بِالْخَمْرِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ أَقْبَلَ مِنْ الشَّامِ وَمَعَهُ خَمْرٌ فِي الزِّقَاقِ يُرِيدُ بِهَا التِّجَارَةَ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي جِئْتُكَ بِشَرَابٍ جَيِّدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا كَيْسَانُ إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ بَعْدَكَ قَالَ أَفَأَبِيعُهَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ وَحُرِّمَ ثَمَنُهَا فَانْطَلَقَ كَيْسَانُ إِلَى الزِّقَاقِ فَأَخَذَ بِأَرْجُلِهَا ثُمَّ أَهْرَقَهَا[1]

ترجمہ: حضرت کیسان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے دور میں شراب کی تجارت کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ شام سے واپس آئے تو ان کے ساتھ شراب کے بہت سے مٹکے تھے جو تجارت کے ارادے سے وہ لائے تھے، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے پاس بڑی عمدہ شراب لے کر آیا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیسان! وہ تو تمہارے پیچھے حرام ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اسے بیچ سکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: شراب بھی حرام ہوچکی اور اس کی قیمت بھی، چنانچہ حضرت کیسان رضی اللہ عنہ واپس آئے اور پاؤں سے ٹھوکریں مار مار کر ان مٹکوں کو توڑ ڈالا اور شراب بہادی۔

غور کریں کہ پہلے پہل ان کا کسب ہی شراب کی تجارت سے تھا مگر حکم سنتے ہی دل نے اسی طرح تسلیم کیا کہ اک لمحہ کو بھی یہ نہ سوچا کہ یوں تو سارا ہی سامانِ تجارت غارت ہوا چاہتا ہے۔ دل نے نجس تسلیم کیا، طبیعت ایسی اچاٹ ہوئی کہ دوبارہ اس کی طرف مائل ہو کر کوئی مادی فائدہ حاصل کرنا بھی گوارا نہ گیا۔

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند الكوفيين، حديث كيسان، رقم الحديث: 18960

ترک معصیت اور اصلاح احوال ان کے شب و روز کا حصہ بن جانا، اس صحبت مبارکہ سے حاصل کردہ تزکیہ باطن کا مرہون منت تھا۔ نورِ نبوت سے دلوں کے منور ہو جانے کا اعجاز تھا کہ وہ حکم سننے سے پہلے ہی اس پر عمل پیرا ہونے کو تیار ہوا کرتے تھے اور معلومات حاصل ہوتے ہی فوراً عمل میں نہ صرف جھلکنے لگتی تھیں بلکہ وہ دائمی طور پر مزاج کا حصہ بن کر خود بخود استقامتِ احوال کی منزل کو پہنچ جایا کرتے تھے۔ پیرِ کامل ﷺ کی صحبت اور تربیت یافتہ مکرم حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک حیات ہمارے لئے راہنمائی کا چراغ روشن کئے ہوئے ہے۔

رحمتِ دوعالم ﷺ جب توجہ فرماتے تو ساتھ اپنے دستِ اقدس اور مبارک انگلیوں سے صحابہ کرام کے سینوں پر ضربیں لگاتے، دستِ مبارک دلوں پر رکھتے اور سینوں اور سروں پر بھی پھیرتے۔ پھر جب سلسلہ نبوت امام الانبیاء ﷺ پر ختم ہو گیا تو اب نبی تو نہیں آ سکتا لیکن دین پھر بھی قیامت تک قائم رہے گا۔ وہ کیسے قائم رہے گا؟ جیسے آپ ﷺ کے وصال باکمال ظاہری کے بعد آپ کی صحبت سے فیض یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت و سنگت کی برکت سے اسلام پھیلتا رہا۔

صحابہ کرام اور تابعین کا حضور ﷺ (مرشدِ حقیقی) کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی مرشد کی نسبت اور صحبت اختیار کرنا

آقا کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین اور پھر ان سے تبع تابعین نے یوں ہی نسبت اختیار کی، صحبت سے فیض پایا اور مقصد حیات یعنی بندگیِ خدا اور افعال رذیلہ سے نجات حاصل کی۔ اللہ نے رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آنے والی امت کیلئے یونہی جاری و ساری کر دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَه نَبِيٌّ وَإِنَّه لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.[1]

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے بعد امت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتداء کا حکم کیا اور فرمایا،

فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي۔ وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ[2]

ترجمہ: ان دو شخصوں کا اقتداء کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہما۔

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل، رقم الحدیث: 3455

[2] سنن الترمذی، ابواب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، رقم الحدیث: 3663

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

> فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ[1]
>
> ترجمہ: میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے راشدین کی سنت کو۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

> مَا صَبَّ اللهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ[2]
>
> ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے کے اندر رکھا میں نے اسے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کے اندر منتقل کر دیا۔

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علوم و معارف، اسرار و رموز اور معرفت الٰہی کے انوار کی منتقلی کی نسبت اپنے اَلَمْ نَشْرَحْ[3] کی شان والے سینہ مبارک سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف فرمائی ہے۔ اسی طرح دیگر احادیث صحیحہ میں ان انوار و تجلیات کا حضور ﷺ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہ اجمعین سے تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں منتقل ہونا ثابت ہے۔

[1] سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، حدیث نمبر: 4607 ، المعجم الاوسط للطبرانی، باب الألف، من اسمہ أحمد، حدیث نمبر: 66

[2] الحاوی للفتاوی، ج: 2، ص: 51

[3] الشرح، 94:1

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

عَنْ حَاطِبٍ ، قَالَ : قَالَ أَبُو ذَرٍّ رضی الله عنه مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا مِمَّا صَبَّهُ جِبْرِيلُ ، وَمِيكَائِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلامُ ، فِي صَدْرِهِ ، إِلا قَدْ صَبَّهُ فِي صَدْرِي ، وَمَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا صَبَّهُ ، فِي صَدْرِي ، إِلا قَدْ صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ مَالِكِ بن ضَمْرَةَ[1]

ترجمہ: حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ حضرت جبریل امین اور حضرت میکائیل علیہما السلام نے (اللہ عزوجل کی طرف سے) حضور نبی اکرم ﷺ کے سینے میں ڈالا وہ آپ نے میرے سینے میں ڈال دیا۔ جو کچھ آپ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے حضرت مالک بن ضمرۃ رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا ہے۔

حضرت مالک بن ضمرہ رضی اللہ عنہ تابعی بزرگ ہیں اور انہوں نے صحابی رسول حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بیعت کی، ان کی سنگت، صحبت اور معیت میں بغرض تربیت رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَوَّلُ هَذَا الأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ ، ثُمَّ يَكُونُ خِلافَةً وَرَحْمَةً[2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کام (تقسیمِ ہدایت) کو ابتداء نبوت اور رحمت بنایا، اور اب خلافت اور رحمت ہو جانے والا ہے۔

1 المعجم الکبیر للطبرانی، کتاب الجیم، اسمه جندب، رقم الحدیث: 1624

2 رواه الطبرانی فی الکبیر، باب العین، مجاهد، عن ابن عباس، حدیث نمبر: 11138

مفسر قرآن علامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ بالصراحت فرماتے ہیں۔

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمودہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد رسول کریم ﷺ بیعت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کردند مقصود ازیں بیعت فقط امور دنیا نبود بلکہ کسب کمالات باطنی ہم بود[1]

ترجمہ: حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد صرف امور دنیا ہی نہ تھا۔ بلکہ کمالات باطنی کا حصول بھی تھا۔

مرشدینِ کاملین کی نسبت اور صحبت

ہادی دو عالم ﷺ نے اپنے سچے وارثین سے نسبت اختیار کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کا واضح حکم دیا اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے یوں بھی ارشاد فرمایا:

> إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي[2]
>
> ترجمہ: میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے ان کے اتباع کو لازم پکڑا تو بھی گمراہ نہ ہوگئے، ایک خدا کی کتاب، دوسری میری عترت واہل بیت۔

اور بعد میں آنے والے اپنے وارثین اولیائے کاملین کے بارے میں بھی فرمایا،

> عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنه، فِيمَا أَعْلَمُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا[3]

---

[1] ارشاد الطالبین، ص:125

[2] سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب أھل بیت النبی ﷺ، حدیث نمبر:3786

[3] سنن ابو داؤد، باب ما یذکر فی قرن المائۃ، رقم الحدیث:4291

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے پورا ہونے پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کا دین تازہ کرتا رہے گا۔

کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہو گا جو امت کے اندر علم و ایمان کی پختگی سے اَفعال رذیلہ کی اصلاح فرما کر ان کو نبی کریم ﷺ کی سنت پر قائم کرے گا، اور آپ ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا [1]

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے وہی ڈرتے ہیں اور تزکیہ نفس کرنے میں رہتے ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حقیقی پہچان رکھتے ہیں۔ یہاں پر العلماء میں ال معرفہ بنانے (خاص کرنے) کیلئے آیا ہے، یعنی صرف ظاہری و دنیاوی علم والا نبی کا وارث نہیں بلکہ تقویٰ و طہارت سے مزین، رسول اللہ ﷺ کے سینے والے نور ایمان و معرفت الٰہی کے حاملین علماء کی بات فرمائی گئی۔

علم کی وراثت کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللهِ عَلٰى عِبَادِهٖ [1]

[1] الفاطر، 35:28

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ علم جو دل کے اندر ہوتا ہے یہ علم تو نفع دیتا ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو زبان کے اوپر ہوتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی دلیل و حجت ہے اپنے بندوں پر۔

علم کی دونوں جہات کی بات کی گئی۔ یتلوا علیہم والے پہلو کے ساتھ ساتھ یزکیھم کو بھی شامل رکھا گیا یہ کہ علم باطنی تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کا اور قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کے سچے اور کامل وارثین کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے۔

چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سلسلہ رشد و ہدایت معلم کائنات کے ارشاد کے عین مطابق ہی نظر آیا۔

قیامت تک کیلئے ہدایت کے نور سے دلوں کو مزین کرنے کا یہ سلسلہ حضور ﷺ کے خلفاء اور مقربین علیہم الرحمہ کے ذریعے رب رحیم نے یوں جاری فرمادیا کہ جو کوئی بھی نسبت اختیار کرتا گیا، صحبت میں قائم رہا، تزکیہ نفس، اصلاح احوال اور استقامت اس کا مقدر بنی اور وہ حقیقی معنی میں بندگی میں ڈھلتا گیا۔ کیونکہ یہ صحبت بعینہ اسی طرح ان کو ہدایت کی تینوں جہتوں سے نوازتی تھی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے سامنے حاصل کی تھی۔ معلومات، ان کا فہم و حکمت اور پھر سب سے بڑھ کر تزکیہ نفس، یہ بنیادی ستون ہیں جن پر قصرِ ہدایت قائم ہے۔ ان میں سے ایک کی بھی غیر موجودگی سے باقی بھی اپنا وزن کھو دیتی ہیں۔ معلومات حاصل ہو جانے کے بعد ان کا فہم حاصل ہونا، اس کی گہرائی کو واضح کرتا ہے،

[1] مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزهد، ما ذکر عن نبینا ﷺ فی الزهد رقم الحدیث: 34361 ؛ البیهقی فی شعب الایمان، رقم الحدیث 1686 ؛ مشکاة المصابیح، رقم الحدیث: 270 ؛ سنن الدارمی، رقم الحدیث: 374؛ الترغیب والترهیب ، رقم الحدیث: 139؛ الزهد والرقائق لابن مبارك، رقم الحدیث: 1161

مگر یہ علم نافع تب تک نہیں جب تک یہ عمل میں شامل نہ ہو جائے۔ عمل کا تعلق چونکہ دل سے ہے تو عمل میں شامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ دل اس پر مائل اور راضی ہو۔اور دل کو معلومات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ "تزکیہ نفس" ہے کہ یہ وہ آلہ ہے جو طبیعت کی علم کے ساتھ مناسبت قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ طبیعت کی یہ مناسبت شریعت کے ساتھ مزاج آشنائی پیدا کرتی ہے کہ شریعت مطہرہ بلا تکلف عمل میں رائج ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل کے مرحلے سے گزر کر اخلاص حاصل ہوئے بغیر ہدایت کامل نہیں۔

حضور ﷺ نے مؤمنین، صالحین کی سنگت، صحبت اختیار کرنے اور ان کے ساتھ ہی تعلق اور واسطہ رکھنے کا حکم فرمایا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرام ﷺ نے فرمایا: صرف مومن کی سنگت ہی اختیار کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیز گار ہی کھائے۔

صحبتِ مرشدِ کامل میں ذکرِ الٰہی کا حصول- تزکیہ و تصفیہ کا اسلوب

جس طرح ہیٹر کے پاس بیٹھنے سے گرمی محسوس ہوتی ہے اور ٹھنڈک کا احساس کم ہوتا ہے اور ائر کنڈیشن کے پاس بیٹھنے سے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے اور گرمی کا احساس کم ہوتا ہے یوں ہی تائب کی صحبت میں ادب اور محبت سے بیٹھنے سے توبہ، خشیہ الٰہی والے کی صحبت میں ادب اور محبت سے بیٹھنے سے خشیہ الٰہی، گناہوں سے پاک بندے کے صحبت میں ادب اور محبت سے بیٹھنے سے گناہوں سے پاکیزگی حاصل

1 الزهد والرقائق لابن المبارك والزهد لنعيم بن حماد، ج:1 ،ص: 124

ہوتی ہے اور افعال رذیلہ سے نجات ملتی ہے۔ فرمان رسول ﷺ کے مطابق بندے کے دل میں قلب میں اللہ کی یاد کا، اللہ کے ذکر کا پودا لگنے سے اس کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہونا شروع ہوتا ہے لیکن صرف پودا لگنے سے کام نہیں بنتا، فائدہ تو تب ہوتا ہے جب وہ پودا پھل دے، قلب میں اور دیگر لطائف میں نسبت کے بعد جو ذکر الٰہی کا پودا لگتا ہے اس کا پھل اخلاص والے، اللہ کی قبولیت والے نیک اعمال ہیں صرف پودے لگانے سے پھل ملنا نہیں شروع ہو جاتا ہے بلکہ اس میں تگ و دو محنت اور وقت لگتا ہے۔ آم کا درخت بھی لگایا جائے تو اس پر پھل آنے میں کئی سال لگتے ہیں وہ بھی اس صورت میں جب مالی کی توجہ، اس پودے پر رہے وہ اس پودے کو وقت پر کھاد اور پانی دیتا رہے فالتو شاخوں کی تراش خراش کرتا رہے بیماریوں سے بچاؤ کے لیے اسپرے کرتا رہے اسی طرح مرید بھی اگر مرشد کے پاس آکر ذکر حاصل کرلے لیکن بعد میں رابطہ نہ رکھے مرشد کے پاس آنا جانا نہ رکھے اس کی توجہ اور نظر میں نہ رہے تو اس کا بھی تربیت و تزکیہ نہیں ہوتا نسبت میں آنے کے بعد مرشد کے پاس آتا جاتا رہے تو مرشد کی توجہ سے اس کے ذکر کے بوٹے کو پانی ملتا رہتا ہے ذکر پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ نفس کے جال اور دھوکے سے بچتا رہتا ہے اور جب اس پودے پر پھل آتا ہے تو پھر وہ بندگی میں ڈھلتا ہے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ بھی اس بات کو بیان فرماتے ہیں

الف اللہ چنبے دی بوٹی، من مرشد وچ لائی ھُو — نفی اثبات دا پانی ملیا، ہر رگے ہر جائی ھُو

اندر بوٹی مشک مچایا، تے جان پھولن تے آئی ھُو — جیوے مرشد کامل باھو جِنھ اے بوٹی لائی ھُو

حضور ﷺ فرماتے ہیں، ہر چیز کی صفائی کسی نہ کسی چیز سے اور دلوں کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ، إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند کے ساتھ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرمائی: ہر شے کی صفائی کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے کوئی چیز خدا کے عذاب سے نجات کے سلسلے میں ذکر الٰہی سے بڑھ کر مفید نہیں، حتی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں اگرچہ وہ اپنی تلوار سے اس کے ٹوٹنے تک وار کرتا رہے۔

فرمان رسول کے مطابق دل کی صفائی کے لئے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے لیے بندے کے دل میں اللہ کے ذکر کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات[2] میں فرماتے ہیں کی نسبت میں آنے کے بعد مرشد کی توجہ اور اسکے اذن سے لطائف سبعہ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ، نفسی، اور قالبی کے بعد دیگرے اللہ کی یاد میں آتے ہیں اور مرید کے اندر ہر دم ذکر خدا جاری ہونے کا سبب بنتے ہیں جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر لطیفہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مختلف صفات کے نور کا حامل ہوتا ہے اور اسی نور کی تاثیر سے نفس انسان کے عناصر کی افعال رذیلہ سے تطہیر ہوتی ہے اور وہ اللہ کی صفات کی پہچان حاصل کر کے بندگی والا بنتا ہے۔ لطیفہ قلب کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کا نور میسر آتا ہے جو بندے کے نفس کی خواہشات اعتدال پر لانے کا سبب بنتا ہے۔ ہے اسکی علامت ذکر کے وقت ماسوی اللہ کا نسیان اور ذاتِ حق کیساتھ محویت ہے

[1] الدعوات الکبیر للبیھقی، باب ما جاء فی فضل الدعاء والذکر، رقم الحدیث: 19

[2] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب 22، 34، 58، 260

(اگرچہ تھوڑی دیر کیلئے ہو) اسکی تاثیر رفعِ غفلت اور دفعِ شہوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی نور کی برکت سے اسے اس بات کا ادراک ہونا شروع ہوتا ہے کہ مجھ سے جو بھی نیک کام ہو رہا ہے وہ تو فاعل حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کرم سے ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے،

> مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ[1]
>
> ترجمہ: (اے انسان! اپنی تربیت یوں کر کہ) جب تجھے کوئی بھلائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ اللہ کی طرف سے ہے (اسے اپنے حسن تدبیر کی طرف منسوب نہ کر)، اور جب تجھے کوئی برائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ تیری اپنی طرف سے ہے (یعنی اسے اپنی خرابی نفس کی طرف منسوب کر)

لطیفہ روح میں اللہ کی صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ کا نور آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات ہیں جن کا الٹ اللہ سبحان و تعالیٰ کے ساتھ نہیں موسوم ہو سکتا ان صفات میں (1) حیات (2) علم (3) قدرت (4) سماعت (5) بصارت (6) کلام (7) ارادہ (8) تکوین شامل ہیں۔ اسکی تاثیر غصّہ و غضب کی کیفیّت میں اعتدال اور طبعیت میں اصلاح و سکون کی کیفیت کا ظہور ہے۔ اسی طرح لطیفہ سر کی فناء پر اللہ تعالیٰ کی صفات کے شیونات واعتبارات کا ظہور ہے اس کی تاثیر طمع اور حرص کے خاتمے نیز دینی اُمور کے معاملے میں بلا تکلّف مال خرچ کرنے اور فکرِ آخرت کے جذبات کی بیداری سے ظاہر ہوتی ہے۔ لطیفہ خفی میں صفات سلبیہ (صفات سلبیہ: سے مراد وہ صفات ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے خود، یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ان کی نفی کی ہے جیسے نیند اور تھکاوٹ وغیرہ) کا ظہور ہے۔ اسکی تاثیر حسد و بخل اور کینہ و غیبت جیسی امراض سے نجات حاصل ہو جانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور لطیفہ اخفیٰ میں اللہ تعالیٰ کی شان جامع کا

[1] النساء، 04:79

نور آتا ہے۔ اسکی تاثیر تکبر، فخر و غرور اور خود پسندی جیسی مُہلک روحانی امراض سے رہائی پانے اور مکمل حضور و اطمینان کے حصول سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے[1] ہیں کہ مرشد کی نسبت اور توجہ (شیخ یا مرشد کا اپنی قوت ارادی اور قلبی طاقت سے سالک کے دل پر اثر ڈال کر اس کی باطنی حالت میں تبدیلی پیدا کر دینا توجہ کہلاتا ہے شیخ سلوک کی منزلوں میں توجہ کے ذریعے لطائف پر فیض القاء کرتا ہے) سے ان لطائف کا ذکر میں آنا گویا کہ مرید کے باطن کا استنجا ہے یعنی کے فرمان رسول کے مطابق ابھی اس کے باطن کی نجاست دور ہوئی ہے اس کے بعد مرشد کی توجہ اور اذن سے مرید کے اندر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ذکر نفی اثبات کا القاء ہوتا ہے اور یہ ذکر نفی اثبات گویا کہ باطن کا وضو ہے اور اگر مرید اس امانت کا (ذکر نفی اثبات) صحیح طریقہ سے عامل ہو تو یہ اس کے باطن کی صفائی کے ذرائع میں سے ہے۔ (اس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری تصنیف الاربعین فی فضل الذکر والتقرب الی اللہ تعالیٰ)

بندہ کلمہ پڑھ کر ایمان لاتا ہے اسلام میں داخل ہوتا ہے اللہ کو ماننے والا بنتا ہے معبودان باطلہ کو چھوڑ دیتا ہے جب اپنے نفس کے غلبے سے اس میں شریعت مطہرہ کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے پیچھے چلنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو گویا اب اس کا باطن حالت کفر میں ہے (کفر بمعنی انکار) حالت انکار میں ہے تو اب یہ کلمہ لا الہ کا ذکر ہے جو اس کے باطن کو نفس کا حالت انکار سے نکال کر اطاعت میں ڈالنے کا ذریعہ توجہ اور اذن مرشد سے بنتا ہے۔

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب 21، 50

مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کا مطلب "مردہ" یہ اپنے پیر کے ہاتھ میں اس طرح ہو جیسے غسال کے ہاتھ میں مردہ، اور یہی محبت کا تقاضا ہے۔ بقول شاعر

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے　　　دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

جس کو بھی جو ملا ہے اسکو اپنے مرشد کے وسیلے سے اور ان کو اپنے مرشد کے وسیلے سے یہ سلسلہ چلتا چلتا ذات مصطفیٰ ﷺ کی تقسیم سے ملا ہے۔ ہر بندے کیلئے آج صالحین کی صحبت سے مرشد کامل کے ساتھ محبت اطاعت اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صحبت میں بیٹھنے، استقامت اختیار کرنے سے ان امراض کا علاج میسر آتا ہے۔

اللہ پاک اپنے حبیب مکرم ﷺ کے اور آپ ﷺ کے غلاموں کے وسیلے سے ہمیں ان مہلک بیماریوں سے نجات عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

حرفِ آخر

زندگی حقوق و فرائض سے عبارت ہے۔

معاشرے اخلاق سے بنتے ہیں۔

اخلاق انسان کی طبیعت کا مستقل میلان ہے جو اس کی فکر و عمل کا عکاس ہوتا ہے۔

علم نے انسان کو شرف بخشا ہے لیکن علم کے باوجود اس پر تاثیر نہ ہو اور اس کے اخلاق نہ سنوریں تو معاشرہ بد صورت رہتا ہے۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں تمام تر علوم کائنات کی تسخیر، پیچیدہ امراض کی تشخیص، حتیٰ کہ اعضا کی تبدیلی جیسے محرکات وغیرہ بھی اخلاقی انحطاط سے انسان کو نہیں نکال سکے۔

اس طرح آج کی طبقاتی تقسیم، ناانصافی، رشتوں ناتوں کی پہچان نہ ہونے، مرد، مرد اور عورت، عورت کے جنسی اختلاط وغیرہ نے، کہاں انسان کو انسانیت میں رہنے دیا ہے؟

انسان کی انسانیت کے حالات گویا اس آیت کریمہ کے مثل ہیں۔

> أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ[1]
>
> ترجمہ: وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔

چودہ سو سال پہلے یہ برائی کے تمام ناسور بعثت رسول ﷺ کی برکت سے، آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت سے آپ ﷺ کی نسبت والوں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں ناپید ہو گئے تھے۔

[1] الاعراف 07:179

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ یُزَكِّیۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ[1]

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

معاشرے کے اندر نئی زندگی انقلاب آفریں، حسن اخلاق سے مزین حقوق فرائض کی تکمیل والی، رشتوں ناتوں کے تقدس، انصاف اور طبقاتی تقسیم سے مبرّا زندگی، آپ ﷺ کی نسبت اور تعلیم و تربیت کی خیرات تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اَوَ مَنۡ كَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنٰهُ وَ جَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا یَّمۡشِیۡ بِهٖ فِی النَّاسِ[2]

ترجمہ: اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اُسے زندہ کیا اور اس کے لیے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے۔

بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا شان نزول یہ ہے کہ ابو جہل نے ایک روز سید عالم ﷺ پر کوئی چیز پھینکی۔ اس روز حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار پر گئے تھے جب آپ شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ آپ نہایت طیش میں آئے اور ابو جہل پر چڑھ گئے اور کمان سے اسے مارنے لگے۔ ابو جہل عاجزی اور خوشامد کرنے لگا، کہنے لگا! اے ابو یعلیٰ (حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت) کیا آپ نے

[1] البقرۃ، 02:129

[2] الانعام، 06:122

نہیں دیکھا کہ محمد ﷺ کیسا دین لائے ہیں انہوں نے ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہے ہمارے باپ دادا کی مخالفت کی، ہمیں بد عقل بتایا اس پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سے بڑا بد عقل کون ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو پوجتے ہو میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔[1]

اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت اور غیرت نے ان کے دل کو روشن کر دیا نور سے بھر دیا اس سے پہلے ان کی زندگی بمثل مردہ تھی یعنی قلبی طور پر مردہ تھی اب "حیات قلبی" میسر آئی جس سے شاہ رگ کے قریب رب واضح ہو گیا، اللہ کا احسان ہوا اور "أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ[2]" والی کیفیت میسر آئی۔

ان لوگوں کو یہ نور وہدایت سِرَاجًا مُّنِيرًا[3] ﷺ کے سینے سے ملا تھا جس نے برے اخلاق واضح فرما کر ان کا تدارک فرما دیا۔ اس قلب اطہر مبارک کے اندر اللہ پاک نے اپنی معرفت اور پہچان کی ایسی آگہی اور شعور رکھا تھا جو کسی اور کا نصیب نہیں تھا۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ

> اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ[4]
>
> ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا؛ اسکے نور کی مثال ایسے ہے جیسے کہ ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے؛ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔

[1] تفسیر امام ابن ابی حاتم، ج: 4، ص: 1318ھ

[2] سنن ابن ماجه، كِتَابُ السُّنَّةِ، بَابٌ فِي الْإِيمَانِ، رقم الحديث: 63

[3] الاحزاب، 33: 46

[4] النور، 24: 35

اس سے مراد حضور ﷺ کا نور بھرا دل ہے۔اس قلب سے جس نے ادب اور محبت سے نسبت حاصل کی۔اور اس پر استقامت اختیار کی۔اسکے دل میں بھی یہی نور داخل ہوا اور وہ اوصاف حمیدہ والا بن گیا اور اس کو انسانیت کا شرف و تکریم نصیب ہو گئی۔

آپ ﷺ کی نسبت کے نور سے ان کے دل و نفوس روشن ہوتے تو اخلاق رذیلہ دور ہو کر حمیدہ سے متصف ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو جاتے۔ان کا ذکرِ خیر قرآنِ کریم میں اسی اسلوب میں آیا ہے، کہ ارشاد ہوتا ہے، وَّ اٰمَنُوْا[1] (ایمان رکھیں یعنی اللہ کو مانیں) ثُمَّ اتَّقَوْا[2] (پھر ڈریں یعنی اللہ کی مانیں) وَّ اَحْسَنُوْا[3] (اور پھر نیک رہیں یعنی درجہ احسان تک پہنچے)، اور پھر فرمایا کہ، وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ[4] اور اللہ نیکوں کو (اللہ کے محبوبین کو) دوست رکھتا ہے۔

ان کے قلوب أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ[5] کے مصداق یوں روشن ہوئے کہ حکمِ خدا اور شریعتِ مطہرہ ان کی طبیعتوں کا حصہ بن کر ان کے عمل میں آ گئی۔

ختمِ نبوت کی شان والے، محبوبِ خدا ﷺ کے بعد اب اور نبی نہیں آئے گا۔جیسا کہ اللہ کے حبیب ﷺ کا فرمان ہے۔

---لَا نَبِيَّ بَعْدِي[6]

ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

---

[1] المائدہ، 05:93

[2] المائدہ، 05:93

[3] المائدہ، 05:93

[4] المائدہ، 05:93

[5] صحیح البخاری : كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ، رقم الحدیث: 50

[6] سنن ابن ماجه، كِتَابُ السُّنَّةِ، بَابُ فَضْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؓ، رقم الحدیث : 121

اب اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نسبت والے وہ غلام جو اس نور سے مزین ہیں، جن کی صحبت کیمیا مردہ دلوں کو حیات دینے والی ہے، وہ قیامت تک حضور ﷺ کی یہ خیرات بانٹتے رہیں گئے۔ اس ضمن میں امام اہل سنّت نے فرمایا:

چمک تجھ سے پاتے ہیں اب پانے والے میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

صحابہ کے بعد اولیاء اپنے اپنے دور میں حضور ﷺ کی خیرات بانٹتے رہے، جیسے سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں آنے والے، حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت میں آنے والوں کے اخلاق سنورتے گئے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب انور سے فیض حاصل کرنے والوں نے دین کی حقیقی روح کو پایا۔ پھر الحمد للہ دور حاضر میں محبوب سبحان مجدد دوراں مرشد جہاں ابو الحبیب حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور میرے مرشدِ کریم حضور غوث جہاں، طبیب روحاں، ابو الآصف حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی دامت براکاتہم العالیہ اور ان کے وابستگان بھی اسی حقیقی نورانی دولت سے مزین ہیں اور جو کوئی ان معادنِ تقویٰ کے ساتھ محبت اور ادب والا تعلق اور نسبت رکھے اللہ اپنے فضل و کرم سے اُسے بھی اِس نور سے خالی نہیں چھوڑتا، اور اسی تصفیہ و تزکیہ کی بدولت اخلاقِ رزیلہ سے نجات ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ دعا ہے اللہ عزوجل اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے، مرشدین عظام کی نسبتوں کے طفیل ہمیں افعالِ قبیحہ سے محفوظ رکھے اور ہمارے لئے اور امت مسلمہ کیلئے حضور ﷺ کے فرامین کی صحبت سے دائمی شفا نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

اظہار تشکر

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ[1]

حضور نبی اکرم ﷺ کا اشاد مبارک ہے کہ جو شخص بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا۔

میں اس کام میں اپنے تمام معاونین کا بے حد شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شان کے مطابق صلہ عظیم، حضور ﷺ کے شفاعت

اور اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی قربتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے،

بالخصوص اپنے جامعہ کے مفتی پروفیسر ڈاکٹر محمد معظم فراز محمدی سیفی، مفتی ڈاکٹر محمد عمر فراز محمدی سیفی،

اور ہمارے جامعہ کی ڈنمارک برانچ کے مہتمم مفتی طارق محمد امین محمدی سیفی،

پروف ریڈنگ کے لیے ہمارے جامعہ کے اساتذہ مفتی توقیر الحسن شاہ مشہدی، مفتی محمد بلال محمدی سیفی، مولانا محمد عمران اقبال محمدی سیفی، علامہ محمد رضوان محمدی سیفی، علامہ وقاص احمد محمدی سیفی، حافظ و مفتی محمد رضا فراز محمدی سیفی اور جامعہ کے معاونین بشمول سید طارف حسین شاہ محمدی سیفی اور دیگر احباب،

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر اور دین پر استقامت عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

[1] سنن الترمذی، أبواب البر والصلة باب ما جاء فی الشکر لمن أحسن إلیك، رقم: 1955

خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

کے زیر اہتمام مطبوعات

سلسلہ اربعینات

01 دن کا معمول بمطابق فرمان رسول ﷺ۔

02 الأربعین فی التوبہ والاستغفار۔ اسلوب توبہ واستغفار۔ چالیس احادیث۔

03 الأربعین فی ختم النبوۃ بمحمد ﷺ۔ ختم نبوت ﷺ۔ چالیس احادیث۔

04 الأربعین فی صفۃ صلاۃ النبی ﷺ۔ نمازِ رسول ﷺ۔ چالیس احادیث۔

05 الاربعین فی اسلوبِ الادبِ لِلوالدین۔ والدین کے ساتھ طرزِ ادب۔ چالیس احادیث۔

06 الأربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا۔ نفس کی پہچان اور تزکیہ۔ چالیس احادیث۔

07 الأربعین فی احکام الصلوۃ۔ نماز کی فرضیت واہمیت۔ چالیس احادیث۔

08 الأربعین فی الصوم۔ روزہ کے احکام اور مسائل۔ چالیس احادیث۔

09 الأربعین فی الإعتکاف۔ اعتکاف۔ چالیس احادیث۔

10 الأربعین فی احکام الصلوۃ بالجماعۃ۔ نماز باجماعت کے فضائل واحکام۔ چالیس احادیث۔

11 الأربعین فی الوجد والحال۔ کیفیاتِ وجد وحال۔ چالیس احادیث۔

12 الأربعین فی احتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ۔
چالیس احادیث: مرشد کامل۔ حقیقت بندگی کے حصول کا ذریعہ

13 الأربعین فی آفات اللسان وعلاجھا۔ چالیس احادیث۔ زبان کی آفات اور اس کا علاج۔

14 الأربعین فی فضل الذکر والتقرب إلی اللہ تعالی۔ ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ۔ چالیس احادیث۔

15 الأربعین فی الأعمال السیئۃ و اصلاحھا (جزو اول)۔ چالیس احادیث: برے اعمال اور ان کی اصلاح

16 الأربعين فی الأعمال السیئة و اصلاحها (جزو ثانی)- چالیس احادیث: برے اعمال اور ان کی اصلاح

17 الأربعين فی امراض الباطنة وعلاجها- چالیس احادیث -امراضِ باطنہ اور ان کا علاج

18 الأربعين فی أمراض الطبیعة والوقایة منها - چالیس احادیث- طبیعت کے امراض اور ان سے بچاؤ

19 الأربعين فی وجوبِ حب النبی ﷺ و مقتضاه- چالیس احادیث- محبتِ رسول ﷺ کا وجوب اور اس کے تقاضے

20 Al-Arbaeen on the Finality of Prophethood upon Muhammad ﷺ

21 Daily Routine in the light of Blessed Persona of Prophet Muhammad ﷺ

22 Obligation and Importance of Salat (Namaz) - Insights from 40 Hadith

23 Repentance and Istighfaar [seeking Forgiveness] - Insights From 40 Hadith

دیگر مطبوعات

24 ماہنامہ السیف الصارم

25 محبت رسول ﷺ اور اس کے تقاضے

26 اتباع رسول ﷺ اطاعت الٰہی کا ذریعہ ہے

27 سکونِ قلب و قرب الٰہی کا حقیقی ذریعہ مرشدِ کامل

28 بنیادی شرعی مسائل

29 دن کا معمول بمطابق فرمان رسول ﷺ (مختصر)

دیگر تصانیف













خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم - اسلام آباد